دنیائے اسلام

اور

مسئلۂ خلافت

از

مولانا سیّد سلیمان ندوی

جس میں

یہ دکھایا گیا ہی کہ اس وقت دنیائے اسلام کی سیاسی حالت کیا ہی اور دنیا کے اور ملکوں کے مسلمان خلافت کے لئے کیا کر رہے ہیں

باہتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی

خلافت پریس بمبئی نمبر ۱ میں چھپی

یہ رسالہ

درحقیقت خلافت کانفرنس شاہجہانپور کا خطبۂ صدارت ہی،
اوسی زمانہ مین اخبارات نے اسکی تلخیصات چھاپی تھین، اور
اونھین متفرق اجزا کو لیکر قومی دارالاشاعہ میرٹھ نے ایک رسالہ
کی صورت مین شایع کردیا تھا،
چونکہ ان معلومات کی ہندوستانی مسلمانون کو سخت ضرورت ہے
اسلئے اب دوبارہ نظرثانی اور تکمیل کے بعد یہ رسالہ چھاپا جاتا ہی اِس
اثنا مین کانفرنس مذکور کے بعد جو نئے حالات ظاہر ہوئے ہین
اونکا بھی اضافہ کردیا گیا ہی، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس سے مسلمانون کو
نفعِ تام ارزانی فرمائے گا،

سید سلیمان ندوی

۱۴ ر رجب سنہ ۱۳۴۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ مالک السموات والارضین، والصلوٰۃ والسلام علی امام المرسلین والہ ائمۃ الدین خلفائہ الراشدین،

برادران ملت! شکر گذار ہون کہ اس مجلس مین آج رئیسانہ فرایض ادا کرنے کے لئے آپ نے میرا انتخاب فرمایا، گو کہ مین نے اپنی دو سالہ علالت طبع اور ضعف صحت کے باعث ہمیشہ اس قسم کے موقعون سے بچنے کی کوشش کی، لیکن آپ حضرات نے دنیاے اسلام اور مسئلہ خلافت کی نسبت میری پراگندہ معلومات کو سننے کے لئے، اصرار بلکہ بیقراری ظاہر کی اسلئے میرا فرض تھا کہ سفر یورپ سے جو نقد تجربہ اور علم اس باب مین ہاتھ آیا ہی وہ آپ کے سامنے پیش کرون، حقیقت یہ ہی کہ مسئلہ خلافت کی نسبت ہر پہلو سے گفتگو ہو چکی ہی، مگر یہ ایک پہلو جس قدر زیادہ ضروری ہی اوسی قدر اب تک یہ اچھوتا اور نابیان ہی، بعض لوگ جو ملک مین ہماری تحریک کے مخالف ہین وہ اس کو اپنے دعویٰ کی پر زور دلیل سمجھتے ہین، وہ کہتے ہین کہ اگر مسئلہ خلافت اسلام کا مذہبی مسئلہ ہی تو دوسرے ملکون کے مسلمان اس معاملہ مین کیون خاموشی برت رہے ہین، لیکن واقعہ یہ ہی کہ دنیا کی اطلاعات و معلومات کے تمام وسائل و ذرائع آج اونھین کے ہاتھون مین ہین جن سے اس مذہبی جنگ مین مقابلہ آکر پڑا ہی، ریوٹر کا "الہام" اور ٹائمز کی "وحی"، اس باب مین مہر بلب ہی اور ہمیشہ رہیگی، کیونکر ممکن ہی کہ یورپ کی سلطنتین ہمین ایک دوسرے اسلامی ملک کے حالات سے واقف ہونے کی اجازت دین جو ہمارے اتحاد کی قوت کو اور خلافت کی مذہبی جدوجہد کو عالمگیر طاقت دیکر اون کی مجرمانہ کوششون کا پردہ فاش کر دے گا

وفد خلافت نے جو فرائض انجام دیئے ہین، اون مین ہین اوس کا ایک بڑا کارنامہ یہ سمجھتا ہون کہ اوس نے دنیا کے مسلمانون مین برادری کا رشتہ جوڑ دیا ہی، اور خلافت کی آواز کو اسلامی دنیا کے گوشہ گوشہ مین پہنچادیا ہی، جنگ عظیم کے غیر متوقع نتائج کے بعد سچ یہ ہی کہ دنیائے اسلام کہ یورپ کی عفریتیت سے مرعوب سی ہو گئی تھی، وفد خلافت کی تقریرون، ملاقاتون، اعلانون، اور جرأتون نے اون کی مرعوبیت کو دور کر دیا، اون کی مایوسیون کو اُمیدون سے بدلدیا، اور اونکے کانون تک اسلامی ہندوستان کی شجاعانہ آواز پہنچاکر بلند ہمتی کا ترانۂ جنگ پھونک دیا،

برادران گرامی! آپ مین سے بھی بعض حضرات نے شاید مطلع کے گرد و غبار اور اُفق کی تاریکی سے ڈر کر یہ مایوسی کا عقیدہ پیدا کر لیا ہی کہ اسلام کے خورشید مین اب نئی روشنی نہین پیدا ہوگی، لیکن لا تقنطوا من رحمة الله کی خوش آیند بشارت پر یقین رکھنے والو! باور کرو کہ تم بھول مین پڑے ہو، تمہارے سامنے سحر کا پردہ پڑا ہوا ہی، اسلام اِس جنگ سے کمزور ہو کر نہین، طاقتور ہو کر نکلا ہی، متعدد نئی اسلامی ریاستین پیدا ہو گئی ہین، ایران و افغانستان نے نیا جنم لیا، ٹرکی اپنے حدود مین ایک نئی تعمیر کی بنیاد ڈال رہی ہے، عرب اپنے خواب سے چونک گیا، ترکستان یعنی اسلامی فاتحون کا گہوارہ خرس روس کے پنجہ سے اب آزاد ہی، بحر اٹلانٹک سے لیکر رود نیل تک آزادی و خود مختاری اور ترقی و استقلال کی ایک لہر دوڑ رہی ہے، اور مصائب کے بوجھ نے ہمارے اون اتحادی اجزاء کو جو پراگندہ اور منتشر تھے کوٹ کوٹ کر ہمین باہم پیوست کر دیا ہی اور اس طرح اتحاد اسلامی کی نئی روح تمام ملکون مین پھیل گئی ہی، اور ہمین نظر آ رہا ہی کہ بوڑھے کمزور اسلام کی جگہ اب ایک نوجوان طاقتور اِسلام جنم لے رہا ہے،

مسئلہ خلافت گو ہمارے درمیان ایک مصیبت عظمیٰ اور بلائے ناگہانی کی صورت مین ظاہر ہوا، مگر بھولنا نہ چاہیے کہ اسی مصیبت نے ہمین چونکا دیا ہی، دنیائے اسلام کا گوشہ گوشہ اسی گونج سے معمور ہے، اور اب ہر اسلامی ملک اپنے فرض کو ادا کرنے کیلئے سرفروشانہ آگے بڑھ رہا ہی، اسلامی ملکون کی اس تاریخ حاضر پر نظر کرنا آج کی مجلس کا موضوع ہی، مین سب سے پہلے جزیرۂ عرب کے حالات سے اپنی داستان کا آغاز کرتا ہون،

جزیرۂ عرب اور خلافت

خالص جزیرہ عرب یعنی یمن و حجاز و نجد کے متعلق گو معلومات بہت ہین اور اون کو قصداً بیرونی دنیا کی آب و ہوا سے محفوظ رکھا جاتا ہی، تاہم بے زبان القبلہ کے ذریعہ سے اور کبھی مصری و ترکی اخبارات کے ذریعہ سے جو کچھ معلوم ہوتا رہتا ہی وہ حقیقت کو واضح کرنے کے لیئے کافی ہی، سب سے پہلے آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ عربون کو کیونکر خلافت کے مقابلہ مین بغاوت پر آمادہ کیا گیا، معتبر عربون نے ہم سے بیان کیا کہ اتحادیون نے مسلمانان ہند سے اپنے وعدہ کے برخلاف سواحل عرب کا حصار قایم کیا اور مصر و ہندوستان سے غلہ جانا وہان بند کر دیا گیا، اور مجبور کیا گیا کہ وہ دولت عثمانیہ سے اپنے رشتہ کو منقطع کرلین سازش کے تمام جال مصر کے سفارت خانہ مین تیار کئے گئے، اور عربون کو اور خصوصاً شریف حسین اور فیصل کو یہ خواب دکھایا گیا کہ اگر وہ دولت عثمانیہ سے بغاوت کرینگے تو برطانیہ اون کو پوری مدد دیگا اور پھر عربی صوبون مین ایک نیا ہارون رشید شریف حسین یا فیصل کے قالب مین ظہور کریگا، بہر حال عام عربون کو فاقہ زدگی سے اور خواص کو ایک عظیم الشان عربی شہنشاہی کا خواب دکھا کر بغاوت پر آمادہ کیا گیا،

لیکن صلح کے بعد جب تماشے کا پردہ ہٹا تو نظر آیا،

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

اب طرفین مین وہ لوگ جو اس سازش مین مشغول تھے تمام واقعات کے چہرہ سے پردہ اوٹھا رہے ہین، برطانیہ کی طرف سے کرنل لارنس اور سر پرسی کاکس اور عربون کی طرف سے القبلہ، الفلاح اور المنار واقعات کو کھول کھول کر بیان کر رہے ہین،

بہرحال ہمین یہ دکھانا ہی کہ شریف کے خاندان کے علاوہ جس نے برطانیہ کی مہیب قوّت سے عام حجازی عربون کو ڈرا دھمکا کر خاموش کر رکھا ہی، آج بھی عرب سلطان اور دولت عثمانیہ کے لئے رو رہے ہین، ہر سال حجاز کی سرزمین سے جو حاجی لوٹ کر آتے ہین وہ ان واقعات کا افشا کرتے رہتے ہین، عام عرب بدستور سلطان کی خلافت کا دم بھرتے ہین، اور غالبًا اسی سے مجبور ہو کر شریف حسین کو القبلہ مین اپنا یہ سرکاری بیان چھاپنا پڑا کہ "مین ہرگز خلافت کا مدعی نہین ہون، بلکہ خلافت اوسی کا حق ہی جس کو تمام ملکون کے مسلمان خلیفہ تسلیم کرتے ہون، ہم کو خاندان خلافت سے کوئی شکایت نہین بلکہ جو کچھ شکایت ہی وہ انجمن اتحاد و ترقی سے ہی، اور ہم خاندان عثمانی کی خلافت کی وہی عزّت کرتے ہین جو پہلے تھی"

ستمبر ۱۹۲۰ء مین جب ہمارا وفد لندن سے ہندوستان کو واپس آتے ہوئے میلانو (اٹلی) پہونچا تو معلوم ہوا کہ امیر فیصل بھی آجکل قیام پذیر ہین، ہم نے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا، اور ۴۰-۵۰ میل کی مسافت موٹر پر طے کر کے ایک دہقانی ہوٹل مین جا کر اون سے ملاقات کی، ڈیڑھ دو گھنٹہ تک سلسلۂ کلام جاری رہا، جس کے اثنا مین اونہون نے علانیہ اقرار کیا کہ اس مسئلہ مین ہم مسلمانانِ عالم سے الگ نہین ہین، اور خاندان

خلافت کے ساتھ ہماری وہی عقیدتمندی قایم ہی، جو کچھ نزاع اور مخاصمت تھی وہ انجمن اتحاد و ترقی سے جو حکومت پر قابض ہوگئی تھی،

جون ۱۹۲۱ء مین جب فیصل مالوہ جہاز پر سوار ہوکر یورپ سے واپس آرہا تھا اوسوقت چند ہمدرد ہندوستانی مسلمانون نے جو جہاز پر اوس کے ساتھ سفر کر رہے تھے اوس سے ملاقات کی، اور مسئلۂ خلافت کی نسبت اوس کے خیالات دریافت کیئے، اوس نے بڑی صفائی سے کہا کہ " الحمد للہ کہ دنیا مین کوئی ایسا حادثہ پیش نہین آیا جو خلیفۂ معظم کے ساتھ ہماری عقیدت کو ہلا سکے، ہم کو جو کچھ شکایت ہی وہ ترکون کے ایک چھوٹے سے فرقہ ارکان اتحاد و ترقی سے، اور بقیہ تمام ترک ہمارے بھائی ہین، اور آج بھی تم دیکھ سکتے ہو کہ عرب افسر اور عرب فوج کے سپاہی ترکی قومی وطن کی حفاظت کے لئے ترکون کے دوش بدوش یونانیون سے برسرپیکار ہین، آخر مین اوس نے یقین دلایا کہ مکہ پہونچکر وہ اور اپنے باپ اور بھائی سب ملکر تمام دنیا کے سامنے عموماً اور مسلمانون کے سامنے خصوصاً اپنا دستخطی اعلان شائع کرینگے کہ اون کو خلافت کا دعویٰ نہین، بلکہ وہ ایمانداری سے یقین رکھتے ہین کہ سلطان معظم ہی ہمارے جائز خلیفہ ہین " (اسلامک نیوز ۲۳ر جون ۱۹۲۱ء)

ہمین اس سے بحث نہین کہ امیر فیصل اور اوس کے باپ کا اس مسئلہ مین کیا طرز عمل ہی ہم کو صرف یہ جاننا چاہیئے کہ ملک کے عام عربون کے احساسات کیا ہین اور بحمد اللہ کہ وہی ہین جن سے ہم سب کو خوشی ہو سکتی ہے،

حجاز کے باغی شریف کے علاوہ ملک عرب مین دو اور بڑی قوتین ہین، یعنی امام یمن اور شیخ نجد، سنکر حیرت ہوگی کہ یہ دونون اُمرائے عرب جو اِس جنگ سے پہلے بارہا دولت عثمانیہ سے نبرد آزما ہوچکے ہین، اِس عظیم الشان جنگ مین اونھون نے برابر اپنی وفاداری کو

قایم رکھا، اور ہر قسم کے بیرونی لالچ اور فریب کے باوجود جس کا سلسلہ اب تک ختم نہین ہوا ہے اور اب بھی کوشش کیجا رہی ہو کہ اونکو اون کی وفاداری کے راستہ سے ہٹایا جائے۔ مگر کامیابی نہین ہوئی ہمین کے عرب مسلمان برابر دوران جنگ مین انگریزون پر حملہ آور ہوتے رہے، اور استقلال و آزادی کے اوس عطیہ کو جو انگریز اوس کو پیش کر رہے تھے، حقارت سے ٹھکرادیا، جنگ کے بعد جب حکومت عثمانیہ نے اپنے دستور اور پارلیمنٹ کا نظام دوبارہ مرتب کیا اور ارکان و مبعوثین کا انتخاب کیا تو یمن نے حسب دستور اپنے ممبر قسطنطنیہ بھیجے اور امام نے سلطان کے نام ایک مراسلہ بھیجکر با این ہمہ دوری کہ اب اناطولیہ اور یمن کے درمیان سینکڑون میل کا انقطاع ہو گیا ہی، اوس نے آستانۂ خلافت سے اپنی وفاداری کا اظہار کیا، ہمارا وفد واپسی مین جب مصوع پہونچا جو یمن کے مقابل حبشی ساحل پر واقع ہے تو وہان چند یمنی نوجوانون سے ملنے کا اتفاق ہوا، اون کی پر جوش تقریرین، اور اناطولیہ کی فوج مین اون کی شرکت کی آرزو اور تمنا کے کلمات اور اتحاد اسلامی کے لیئے اون کی پر شوق بیقراری اب تک دل مین ایک پر کیف لذت پیدا کر رہی ہی، یاد ہے کہ ہم مسافرون کو جس حرمت اور عزت کی نظر سے وہ دیکھ رہے تھے اور بار بار وہ مصطفے کمال پاشا کی فتوحات کے واقعات جسطرح کھود کھود کر پوچھ رہے تھے وہ اون کے دلون کا پورا ترجمان تھا، اون کے بیان سے ہم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ یمن کے مسلمان مسلمانان ہندوستان کیطرح صرف چند روپیون کے عطیہ کی قربانی ہی نہین، بلکہ اس راہ مین اپنی جانین بھی قربان کر رہے ہین،

نجد کے شیخ کی داستان ٹائمز کے نامہ نگار کے بیان سے ظاہر ہو گی، جس نے ابھی جنوری ۱۹۲۲ء مین انگریزی راز کا افشا کیا ہی اور بتایا ہی کہ ہر طرح کی طمع دیئے جانے کے بعد بھی وہ کس طرح راسخ العقیدہ رہا اور شریف حسین کے خلاف اوس کی مہم کس درجہ خطرناک

نتائج پیدا کرتی رہی ہی، اور اگر انگریز شریف کے طرفدار نہوتے تو کب تک نجد کے ہاتھون اسکا خاتمہ ہوگیا ہوتا،

مصر اور خلافت

مصریون کی نسبت عام طور سے یہ مشہور کیا گیا ہی کہ اون مین مسئلہ خلافت کے ساتھ ہمدردی نہین اور وہ صرف اپنی ملکی آزادی کا خواب دیکھتے ہین یہ تمام تر غلط اور افترا ہی، یہ سچ ہی کہ چند ہندوستانی مسلمان مدعیان رہنمائی کی طرح مصر مین بھی ایسے قوم پرست ہین جنکی نگاہ وادی نیل کے حدود سے آگے نہین بڑھتی، لیکن اون کی تعداد چند سے زیادہ نہین، ورنہ مصر کے ایک کروڑ مسلمان بیک دل اور بیک زبان جس راستہ پر چل رہے ہین وہ ٹھیک وہی ہی جس پر ایک سال سے ہندوستانی مسلمان چل رہے ہین، مصری مسلمانون نے ہر نازک اور خطرناک موقع پر خلافت اسلامیہ کی مدد کی ہی، طرابلس اور بلقان کی جنگ مین اونھون نے جو کچھ کیا ہی وہ مسلمانان ہندوستان کے کارنامون سے کہین زیادہ ہی، لیکن اس جنگ کے بعد آخر تھک کر وہ اسی نتیجہ پر پہونچے ہین جہان گذشتہ دسمبر مین مسلمانان ہند پہونچے ہین کہ ملک کی آزادی اور سوراج کے بغیر ہم خلافت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ کی بقا و حفاظت کی خدمت انجام نہین دے سکتے، یہ میرے قیاسات نہین بلکہ مصر کے اصلی اور حقیقی رہنماؤن سے گھنٹون مل کر اور اون کے خیالات سے واقف ہو کر کہہ رہا ہون، مصری قوم پرست آج سے نہین بلکہ تقریباً ۲۵ برس سے اپنی آزادی کے لیے کوشان ہین، لیکن تعلیم یافتہ طبقہ کے سوا کاشتکارون اور عام باشندون مین وہ کوئی جوش پیدا نہ کر سکے، جس طرح آج سے پہلے کانگریس اپنی چالیس برس کی مسلسل کوششون مین وہ عام مسلمانون کو ملک کی آزادی

کی طرف مائل نہ کرسکی، لیکن آج ہندوستان کے گاؤن گاؤن مین مسلمان کانگریس کی آواز پر لبیک کہنے کو تیار ہوگئے ہین، جو اسباب عام مسلمانان ہند مین ملکی آزادی کی تحریک کے باعث ہین، بعینہ وہی عام مصری مسلمانون کی سیاسی بیداری اور خواہش آزادی کی وجوہ ہین، آج جو خیالات فرنگی محل، دیوبند، اور ندوہ کے علماء کو موجودہ تحریک مین شرکت کی دعوت دے رہے ہین وہی ازہر کے علماء مین جنبش پیدا کر رہے ہین،

آپ کو شاید معلوم ہو کہ مصر مین بھی بیرونی حکومت کی طرف سے یہ کوشش کیگئی تھی کہ مصر کی جامع مسجدون مین سلطان المعظم کے بجائے خدیو مصر کا خطبہ پڑھا جاوے مگر جب عام مسلمانون کو یہ معلوم ہوا تو نمازیون کے پُرامن حلقون مین وہ برہمی پیدا ہوئی کہ یہ کوشش آیندہ کے لئے نظر انداز کردی گئی اور اب جس قدر دشمنانِ اسلام اس رشتہ کو توڑنے کے لئے کوشش کرتے ہین اسی قدر یہ اور زیادہ استواری اور استحکام حاصل کرتا جاتا ہے، ہمارے قیام یورپ کے زمانہ مین جب زاغلول پاشا کی زیر قیادت مصری وفد لندن آیا تو وہان کے ایک اخبار کے مضمون نگار نے پاشائے موصوف کے متعلق یہ خبر شائع کی کہ "اونھون نے اوس سے اعتراف کیا کہ اونکو خلافت کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہین ہے" اس خبر کو پڑھکر مجھے فوراً معلوم ہوگیا کہ پاشائے موصوف کا اصل منشار کیا ہے تاہم مین نے خود جاکر پوچھا تو اونھون نے کہا کہ اس موجودہ مصری وفد کے مباحث مین مسئلہ خلافت داخل نہین ہے، اس کا یہ مطلب نہین کہ مصر کو مسئلہ خلافت سے کوئی تعلق نہین یا وہ سلطان کی خلافت سے منکر ہے، ہمارے وفد نے لندن، پیرس، سوئیزرلینڈ اور روم مین اکابر مصر سے ملاقاتین کی ہین اور اون سے گفتگوئین کی ہین اور اون کے خیالات سے پوری واقفیت ہے، اور یہ معلوم ہے کہ آج مصر کے سیاسی خرمن مین جو آگ سلگ رہی ہے اوس کے لئے گندھک کی دیاسلائی کہان سے بہم پہنچی ہے،

مصری اپنے کو برطانیہ کا ماتحت نہین سمجھتے بلکہ ہر مصری بچہ اپنے لئے برطانیہ کی رعایا یا ماتحت کہلانا عار سمجھتا ہی مجھے معلوم ہی کہ انگلستان کے چند مصری طالب علمون کے ساتھ "برٹش سبجکٹ" کا لفظ لکھا گیا، تو اونھون نے دلیری اور جرأت کے ساتھ اس معزز خطاب کو واپس کر دیا، لیکن باین ہمہ مصریون نے اِس مسئلہ خلافت کی خاطر کسی قدر اپنی خودداری کو بھی صدمہ پہونچایا، چنانچہ اپریل ۱۹۲۰ء مین مسلمانان مصر کی طرف سے شریعی پاشا نے مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ کے نام حسب ذیل تار روانہ کیا،

"دنیائے اسلام کے مذہبی احساسات کا احترام، برطانیہ عظمیٰ کے فرایض مین داخل ہی، اسی بنا پر جب دنیا مین سلمانون کے قلوب خلافت عظمیٰ کی اِس منحوس تقسیم کے نفوذ سے لرز رہے ہین، ہم آپ کو "اصول انصاف" کے نام پر سلطنت عثمانیہ کی حفاظت کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہین اور چونکہ منت پذیری اسلام کے خصوصیات مین داخل ہی اس لئے ہم جس طرح مسلمانان ہند کی کوششون کے ممنون ہین، آپ کی کوششون کا بھی (جو خلافت کی مداخلت کے سلسلہ مین ظاہر ہوئی ہین) شکریہ ادا کرتے ہین، ہماری امیدین تمامتر آپ سے وابستہ ہین، اور ہم کو کامیابی کا پورا یقین ہی"

ہمارے وزیر اعظم نے جو جواب دیا وہ بھی سننے کے لائق ہے،

"آپ کا تار جو خلافت اسلامیہ کی محافظت پر مشتمل تھا، مسٹر لائڈ جارج نے دیکھا، اور وہ اِس موضوع پر پورے طور پر غور کرین گے"[1]

مصری اچھی طرح جانتے ہین کہ یہ سوال وجواب و وعدۂ غور وفکر وہمدردی، یورپ کی ڈکشنری مین بے معنی الفاظ ہین، اب وہ ہماری طرح اس نتیجہ پر پہونچے ہین کہ

[1] اخبار الوزیر تونس ۲۰ مئی ۱۹۲۰ء،

اگر ہم خلافت اسلامیہ کی بقا، مقامات مقدسہ کی حرمت، اور اسلام کی آزادی کے لئے مضطر و بیقرار ہین تو سب سے پہلے اِس وادی نیل کو آزاد کرانا چاہیئے جہان سے فرعونیت کا سرچشمہ اُبلتا ہی، جہان سے اِس منحوس و مشئوم جنگ کے لیئے لاکھون مزدور اور سپاہی شام اور حجاز کے میدان جنگ مین بھیجے گئے،

اِس خوفناک جنگ کے عہد مین جب کہ قانون اور سلطنت کے نام سے ہر قسم کا ناجایز عمل حکام کی نظر مین جواز کی سند حاصل کر لیتا تھا صاحب ایمان، مصری مسلمانون نے حجاز و شام مین جو مخلصانہ اور سرفروشانہ کام جہاد فی سبیل اللہ کے انجام دیئے ہین، اونکی ناکامی کی بنا پر شاید ہم ہندوستانی اونکی قدر و قیمت کے لگانے مین غلطی کر رہے ہین،

فرانس نے جب ترکون سے سلیشیا کے معاملہ مین صلح کر لی تو مصر کے پچاس ساٹھ اکابر نے اپنے دستخطون سے فرانس کے اِس عادلانہ رویہ کا شکریہ ادا کیا، اور منت پذیری کا اظہار کیا، ہم تین برس کی لگاتار محنت و جانفشانی کے بعد بھی پچاس لاکھ روپیہ نہ بھیج سکے اور آپ نے اخبارات مین پڑھا ہوگا کہ مصری مسلمان پچھلے دنون کرور روپیہ سے زیادہ انگورہ کی حکومت کے نذر کر چکے ہین، اسکندریہ کا وہ ہنگامہ اب تک یاد ہوگا کہ یونانیون سے اونکی نفرت نے قتل و خونریزی تک کے منظر پیدا کر دیئے اور بالآخر ایک اعلان عام شایع کیا گیا جس مین یونانیون کو ہر طرح بائیکاٹ کرنے کا فتویٰ تھا،

عراق اور خلافت

جزیرہ عرب کے صوبون مین سے عراق کی نسبت بھی کہا جاتا ہی کہ وہ خلافت اسلامیہ کے اقتدار کا منکر ہی، ہم اپنے ثبوت مین عراقی بھائیون کی اون خون آشام تلوارون کو

نہین پیش کرتے جو وجلہ و فرات کے دوآبہ مین ہم کو حکمبر دار طاقت کے خلاف جھلکتی ہوئی نظر آتی ہین بلکہ اخبار الزہور بغداد کے حوالہ سے شیخ محمدؐ حبیب مُعلّم مکتب سلطانی کی ایک موثر تقریر نقل کرتے ہین جو اونھون نے ایک جلسہ مین کی، شیخ مذکور گھبرا کر دائین بائین افغانستان اور ایران کے مسلمانون کی طرف دیکھتا ہی اور اونکو مخاطب کرکے کہتا ہی :-

"ہم پر آج اتحاد اسلامی کی رعایت ضروری ہی؟ افغانی، ایرانی، عربی اور ترکی مین کیا فرق ہی؟ سب خدا پر ایمان اور اسلام پر یقین رکھتے ہین، ہم کو اِن ملکون کے علما، اور فضلا سے توقع ہی کہ اس بلند مقصد کی طرف توجہ فرمائین گے، اور اخبارات کے ذریعہ سے اِس کی اشاعت کرینگے، کیا مذہب و ملت و مروّت کا یہی اقتضا ہی کہ "خلافت اسلامیہ" دیگر اسلامی حکومتون اور اِسلامی قومون کے موجود ہوتے ہوئے اون کی آنکھون کے سامنے برباد ہوجائے اور وہ خلافت کی بلکہ مذہب کی اعانت سے غافل رہین؟ ہر مسلمان کا خواہ وہ کتنی ہی دور و دراز ملک کا باشندہ ہو یہ فرض ہی کہ وہ اس عثمانی سلطنت اسلامیہ کو اپنی سلطنت سمجھے، اور گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف جان و مال سے کوشش کرے، آج ٹیونس، الجزائر، ہندوستان اور مصر کے مسلمانون کو سلطنت عثمانیہ ہی پر فخر ہی، اور وہ سمجھتے ہین کہ دنیا مین ہمارا ایک طاقتور سلطان موجود ہی۔ اور وہ خلیفۃ المسلمین[۱] ہے"

اب بھی جبکہ امیر فیصل بغداد کے تخت پر علاء الدین کے چراغ کی مدد سے بیٹھ چکا ہے، جنوری ۲۲ء کے مسلم اسٹینڈرڈ کے حوالہ سے اُردو اخبارات تک مین یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ کہ جامع بغداد مین امیر فیصل نے جب یہ کوشش کی کہ سلطان کا نام خطبہ سے الگ کر دیا جائے تو جماعت مین ایک فتنہ برپا ہو گیا جسکا نتیجہ سازشیون کے قتل کی صورت مین ظاہر ہوا،

[۱] منقول از الزہور بغداد، بحوالہ الوزیر تونس، ۱ مئی ۱۹۲۰ء،

شام اور خلافت

شام کی نسبت کہا جاتا ہی کہ وہ ترکون کی حکومت اور سلطان کی خلافت کا مُنکر ہی، اور اپنی موجودہ آزادی نام غلامی پر نہایت شاد اور مسرور ہی، لیکن شام کے بدوُن کی غیر مرتب جنگ اور تعلیم یافتہ جماعتون کی مخفی انجمنون کے علاوہ ہم کو اخبارات کے کالمون مین علی الاعلان یہ خبر نظر آتی ہی، چنانچہ "تصویر افکار" ۲؍ستمبر ۱۹۱۹ء راوی ہی کہ اخبار الحقیقت بیروت لکھتا ہی کہ:-

حاکمِ انتظامی کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہی کہ خطبہ مین امیر المومنین سلطان ٹرکی کا نام پڑھا جائے اور شریف حسین کا نام نہ لیا جائے، تمام مسجدون کے خطیبون کو اس کی تعمیل کرنا چاہیے،

بیروت کے الحقیقت مورخہ ۲۵؍رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ مین ایک پُرجوش مقالہ افتتاحیہ عند الشدائد تذہب الاحقاد "مصیبتون کے وقت باہمی عداوتین دور ہوجاتی ہین" کے عنوان سے شائع ہوا ہی اوس مین علانیہ ترک اور عرب اتحاد کی دعوت ہی، اور خلافت اسلامیہ کے زیر سایہ دوبارہ اسلامی شیرازہ بندی کا اعلان ہی"

فلسطین اور خلافت

یہ بلاد مقدسہ کا وہ حصہ ہی جس کو جزیرۃ العرب کے جسم سے کاٹ کر الگ کر دیا گیا ہی اور جس کو برطانیہ کے زیر سایہ یہودی وطن بنانیکی تجویز ہے، برطانی قبضہ پر کئی سال گذر چکے مگر اب تک امن و امان اوس ملک کو حاصل نہین، یہ دنیا کا وہ ٹکڑہ ہی جہان کا سیاسی انقلاب ہمیشہ دنیا کے انقلاب کا باعث ہوا ہی، اور تاریخ اسکی بہترین شاہد ہی، اوپر کی سطح کسیقدر

ساکن اور قرار گیر ہو لیکن سمندر کی تہ مین جو کچھ ہو رہا ہے وہ عاقبت بین نگاہون سے مخفی نہین، ملک مین متعدد مخفی انجمنین قایم ہین جو برطانی قبضہ کے خلاف جد وجہد مین مصروف ہین، لارڈ نارتھ کلف جو ابھی فروری ۱۹۲۲ء مین فلسطین کو دیکھکر انگلینڈ واپس گئے ہین اونھون نے اخبارات مین بیان کیا ہے کہ اس وقت فلسطین کے پیچھے چار لاکھ شمشیر بدست مسلمان فلسطین پر حملہ کے لئے تیار بیٹھے ہین ،گذشتہ سال فلسطین کا جو وفد انگلستان گیا تھا اوس نے ہندوستان کے دوم وفد خلافت سے ملکر جن احساسات کا اظہار کیا وہ اوس تقریر سے نمایان ہین جو ہندی، افغانی، اور فلسطینی وفود کی مجلس دعوت مین موسی کاظم پاشا الحسینی فلسطین کے امیر الوفد نے لندن مین کی تھی، پاشائے موصوف نے اثنائے تقریر مین کہا:

”عرب، شام فلسطین، عراق اور افریقہ مین کوئی ایک عرب ایسا نہین ہے جو ہز امپیریل مجسٹی سلطان وحید الدین کو تنہا صحیح خلیفہ نہ مانتا ہو، شریف حسین اور اوس کے بیٹے فیصل نے عام اعلان کے ذریعہ سے سلطان خلیفہ وحید الدین کی خلافت کا اعتراف کیا ہے خلافت درحقیقت اسلامی اتحاد کی بنیاد ہے، اور زبان سیاست کا اختلاف بھی متحدہ اسلام کو اس سے ہلا نہین سکتا،،

آخری تقریر مین اونھون نے کہا:—

”ہم مسلمانون کا عالمگیر اتحاد اسی خلافت پر مبنی ہے جغرافی حدود اور سیاسی اسباب جو مسلمانون کو مختلف حصون مین تقسیم کرتے ہین، خلافت ہی ایسی حالت مین ایک چیز ہے جو اون کو بااین ہمہ اختلافات ایک رشتۂ تعلق اور رابطۂ اخوت مین متحد کرتی ہے، یہ گویا ایک عمارت ہے جس کے مختلف کمرون مین ہم مختلف ملک کے مسلمان رہتے ہین، اگر اوس کے ایوان کو یا کسی حصہ کو تم توڑ دو یا مرکز در کر دو تو تمام عمارت منہدم ہو جائیگی اسلئے اس موقع پر تمام اسلامی قومونکو دوش بدوش کھڑا ہو جانا چاہئے“[1]

[1] مسلم اسٹینڈرڈ یکم ستمبر ۱۹۲۱ء

شمالی افریقہ اور خلافت

شمالی افریقہ یعنی تونس اور الجزائر کے مسلمانون پر ان واقعات نے جس حد تک عمیق تاثر پیدا کیا ہی، اوس کا حال علاوہ ان زبانی پیامون کے جو تونسی بھائیون کی طرف سے انہین کے نمایندون کے ذریعہ سے وفد خلافت کو یورپ مین بار بار پہونچتے رہے، اون کے اخبارات کی زبانون سے بھی نہایت واضح طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے: الصواب، الوزیر اور المنیر یہان کے مشہور عربی اخبارات ہین، اِن اخبارات کے اکثر نمبر ہم کو یورپ مین ملتے رہے ہین، اور بعض اب تک میرے پاس آتے ہین اِن اخبارات کا ہندوستان کی طرح شاید ہی کوئی نمبر ان دردناک حوادث اور یورپ کے غیر منصفانہ سلوک کے ذکر سے خالی ہوگا، ہمیشہ ادنہین خلافت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ کی بقا و حرمت کے متعلق پرجوش اور ولولہ انگیز مضامین شایع ہوتے رہتے ہین، وفد خلافت کے کارنامے. ہندوستان کی اسلامی تحریکات امیر افغانستان کی غیرت مند تقریرین یہ تمام امور ان اسلامی ممالک کے عربی اخبارات مین شایع ہوتے رہے ہین اور اب تک شایع ہوتے ہین،

۱۰ ارمارچ ۱۹۲۰ء مین مسلمانان تونس کا عظیم الشان جلسہ مسئلہ خلافت و مقامات مقدسہ کے متعلق احتجاج کے لئے جمع ہوا، مجکو معلوم ہوا ہی کہ پولیس نے اون مظاہرون کے روکنے کے لئے پوری کوشش کی، جلسہ کے اعلانات اوکھاڑ کر پھینکدیے گئے، لیکن باوجود این ہمہ یہ سُنکر حیرت ہوئی کہ بغیر ظاہری طلب و اعلان کے ظہر کے وقت تونس کی سب سے قدیم مسجد اور یونیورسٹی جامع زیتون مین شیخ صادق مدرس جامع زیتون کی سرکردگی مین ہزارون مسلمانون کا مجمع لگا ہو گیا جس مین ۳۰۰ مدرسون کے طلبہ بھی شامل تھے پرجوش

تقریرون کے بعد یہ مجمع فرانسیسی معتمد ٹیونس کے مکان پر گیا معتمد نے اون سے وعدہ کیا کہ اون کے مذہبی جذبات کا صلح کانفرنس مین لحاظ کیا جائے گا۔ اس کے بعد حسب ذیل تار موسیو ملران وزیر اعظم فرانس کے نام سان ریمو بھیجا گیا۔

۱۳ اپریل ۱۹۲۰ء

"اسلام دوست فرانس کے ساتھ مخلص تونسی قوم کی طرف سے نائب ہو کر ہم یہ چاہتے ہین کہ عثمانی قوم کے ساتھ عمدگی اور خوبی کا برتاؤ کیا جائے، اس کے ساتھ فرانس کی دوستی اوس کی حرمت کی محافظ ہو گی، اور یقین کیجیے کہ تمام دنیائے اسلام آپ کے اس احسان کی ممنون ہوگی"[1]

شمالی افریقہ کے مسلمانون مین اس تحریک نے جس حد تک گہرا اثر کیا، اور جس زور شور سے سواحل بحر متوسط کے اِس کنارے سے اوس کنارے تک پھیلا ہوا ہی، اسکا اندازہ فرانس کے اخبار لے کلیر کے حسب ذیل اقتباس سے ہوگا۔ یہ اقتباس تونس کے اخبار الصواب نے ۱۱ جون ۱۹۲۰ء کے پرچہ مین اِس عنوان سے شائع کیا ہی "بقائے خلافت کے لیئے تونس کے مظاہرہ کی آواز بازگشت"۔ فرنچ مضمون نگار موسیو پوری لکھتا ہی،

"وہ مظاہرے جو تونس مین بلکہ مراکش تک مین ہو رہے ہین اون کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ فرانس کا وزیر اعظم مسئلہ ٹرکی مین لائڈ جارج کے احمقانہ پالیسی کی ناعاقبت اندیشانہ تقلید سے آیندہ باز رہے، علاوہ ازین کوئی وجہ نہین ہی کہ فرانسیسی فوج مشرق مین موجود رہے کیونکہ فرانس کی قدرت سے یہ باہر ہے کہ اس سے وہ کوئی قابل ذکر فائدہ حاصل کرے"،

ان تحریکات اور مظاہرون کے ساتھ ہندوستان کی طرح ایک جوابی تحریک تونس اور الجیریا کی خود مختاری کی صورت مین ایک سال سے ظہور پذیر ہے جس نے تمام ملک کو

[1] المنیر ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

مطالبۂ آزادی و استقلال پر متحد کر دیا ہی اور تونس کے اکابر کے دو وفود پیرس جاکر ارکان جمہوریۂ فرانس سے گفتگو کر چکے ہین، اگرچہ انگلستان کی طرح فرانس نے بھی تشدد کی سیاست اختیار کر کے ملک کی حرکت وجنبش مین اور زیادہ تلاطم برپا کر دیا ہی، شیخ ثعالبی جو ان تحریکون کے بانی تھے گرفتار کر لیئے گئے، لیکن اس گرفتاری نے آگ پر پانی ڈالنے کے بجائے تیل ڈالدیا اور ملک مین افسردگی اور مایوسی کے جذبہ کے بجائے استقلال تحمل اور پائداری کا خیال پیدا کر دیا ہے، چنانچہ ۲ رشوال ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹ رجون ۱۹۲۰ء کو بائے تونس کے سامنے اون کے وفد نے حاضر ہو کر ملک کے استقلال و آزادی کا اعلان کر دیا،

الجیرین سپاہی کہتے ہین کہ ہم کو دھوکا دے کر میدان جنگ مین لایا گیا اور ہم کو نہین بتایا گیا کہ ہم کس کے مقابلے مین لائے جا رہے ہین، حجاز مین فرانس کی طرف سے جو جزائری سپاہی لائے گئے تھے اون کو یہ بتایا گیا تھا کہ "تمھارے مقامات مقدسہ پر کافرون نے قبضہ کر لیا ہی، تم جاکر اون کو چھڑاؤ" حجاز مین ان کے ساتھ اسقدر احتیاط کیجاتی تھی کہ اجازت نہ تھی کہ کوئی جزائری کسی دوسرے ملک کے مسلمان سے مل سکے اور نہ کسی دوسرے ملک کے مسلمان کو اون سے ملنے کی اجازت تھی، لیکن جب اس شیطنت کا پردہ چاک ہوا اور انھین معلوم ہوا کہ ہم نے گذشتہ جنگ مین دشمنون پر جو تلوارین چلائی تھین اون کے وارون نے خود ہمارے ہی سینۂ و بازو کو زخمی کیا ہی، تو ان مین ندامت کے غصہ کی لہر دوڑ گئی، اور شاید آپ کو معلوم ہو گا کہ اس نے الجیریا مین چند مہینے ہوئے کہ ایک فوجی بغاوت کی صورت اختیار کر لی جو بمشکل فرو ہو سکی،

فرانس، ٹرکی کے معاملہ مین جو دوستانہ اور ہمدردانہ روش اختیار کر رہا ہے وہ مسلمانان افریقہ کی انھین کوششون کے نتائج ہین جیسا کہ فرانس کے مدبرین

سیاست نے وفد خلافت کی ملاقاتون مین اکثر ظاہر کیا ہے،

آخر مین اِن ممالک کے مسلمانون کے خیالات کا اندازہ کرنے کے لیئے اخبار المنیر ٹیونس کا حسب ذیل اقتباس پیش کیا جاتا ہی جو اخبار مذکور مین شرائط پر دستخط ہونے کے زمانہ مین شائع ہوا تھا،

"یہان یہ کہا جا سکتا ہی کہ صلح ہونے کے بعد اس (خلافت کی کوشش) کا کیا نتیجہ ہوگا؟ لیکن جواب یہ ہی کہ یہ بالکل نا تمام صلح ہی کیا۔ اِ اگست کو پیرس مین توفیق پاشا نامی ایک ترک نے اگر کاغذ کے ایک ٹکڑے پر سلطان المعظم، خود ترک قوم، اور مذہب اسلام کے خلاف جو دستخط کر دیئے وہ حقیقت مین صلح ہو سکتی ہی،

سلطان المعظم نے مجبوراً اِن تباہ کن شرائط کے سامنے سر جھکایا ہی، انگریزون نے اون کو قسطنطنیہ پر قبضہ کر لینے کی دھمکی دی تھی مجلس شاہی کے ممبر جس وقت شرائط صلح پر دستخط کرنے اور مسئلہ پر غور کرنے کے لیئے جمع ہوئے تو اعلیٰ حضرت نے فرداً فرداً ہر ایک سے کہا کہ "دستخط کرنے سے پہلے اسلام کی صیانت وحفاظت کا خیال رکھو" اور جب دستخط کا وقت آیا اور سب نے دستخط کا مشورہ دیا تو پُر حسرت لہجہ مین فرمایا "افسوس مجھ مین ذرّہ بھر بھی طاقت نہین، طاقت صرف خدا مین ہی"

ایک ایسی صلح جس پر ترکون کی قوم، سلطان المعظم، اور تمام دنیائے اسلام راضی نہین صلح نہین کہی جا سکتی! اس بنا پر ہم کو یقین ہی کہ جب انگریزون کے تعصب کی آگ سرد پڑ جائے گی اس پر دوبارہ غور کیا جائیگا، اور ہم کو یقین ہی کہ فرانس اور اٹلی ہمارا ساتھ دینگے،

ایک ایسی صلح جس مین ترکون کی دنیاوی عظمت کے ساتھ ساتھ دین اسلام کا بھی خاتمہ ہی، ہرگز صلح کے لقب سے ملقب نہین ہو سکتی اور اگر آج وہ نافذ ہو گئی تو کل یقیناً

اس پر غور کرنا ہوگا،

پھر وہ کونسی صلح ہی جو فرانس کے لیئے زیادہ مناسب تھی اور جس پر اوس کو چاہیے تھا کہ اس خلافت عظمیٰ کے ساتھ صلح کرنے مین (جو تمام عالم اسلامی کا مرکز ہی) اپنے حلیفون کو اپنا ہمرائے بناتا، یہ ارباب سیاست کو معلوم ہی،

کیا ٹرکی کی آزادی بداہتہً ضروری نہین؟ کیا عرب کے صوبون پر (جو خود خلافت کے معترف ہین) خلافت کا کچھ حق نہین؟ کیا بلاد مقدسہ اسلامیہ حرمین شریفین اور بیت المقدس کے خلیفۂ اعظم کے ماتحت رہنے مین تیس کرور مسلمانون مین سے کسی کا اختلاف ہے؟ کیا اڈریانوپل کی حفاظت (جو قدیم پایۂ تخت اور ترکون کے آباو اجداد کا مدفن ہے) لازم نہین؟ کیا سمرنا ایشیائی ترک کا ایک حصہ اور اوس جسم کا ایک ٹکڑا نہین؟ جو ارضیق اور یونان سے بالکل علیحدہ ہی"[۱]

غور کرو ان چند سطرون مین کیا بعینہ وہی جذبہ اور وہی مطالبہ موجود نہین ہی جس کو مسلمانان ہند سالہا سال سے چلا چلا کر کہہ رہے ہین، اور کیا اب بھی یہ کہا جائیگا کہ یہ صرف چند پرجوش ہندوستانی مسلمانون کے باغیانہ خیالات ہین جن کو عالمگیر مذہبی اصول و احساس کے نام سے پکارا جاتا ہی، یہ بھی دیکھو کہ شرائط صلح کی ترمیم کی جو متقین پیشینگوئی ۱۹ اگست سنہ ۱۹۲۰ء اخبار مذکور نے کی تھی وہ کیا جون سنہ ۱۹۲۱ء مین پوری نہین ہوئی،

موسیو جین لیلیا جو حکومت الجزائر کی سلطنت کا پہلے رکن تھا فرانسیسی اخبار "لے اور" کے ایک مضمون مین ظاہر کرتا ہی کہ ترکون کے ساتھ بے انصافی کا برتاؤ کرورون مسلمان رعایا کے مذہبی جذبات کو زخمی کریگا اور وہ اپنے ثبوت مین متعدد کاغذات اور

[۱] المنیر تونس ۹ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

خصوصاً شیوخ اور امراء کی اون تحریرون کا اور الجیریا کے کمشنر پولیس کی اون خفیہ یادداشتونکا حوالہ دیتا ہی جن مین ان ممالک کے مسلمانون کے جذبات کی رپورٹ کی گئی تھی، اس نے موسیو لران کو جو اوس وقت وزیر جنگ تھے ان ملکون کے سپاہیون کے مسلمان افسرون نے جو جواب تھا وہ بھی نقل کیا ہی کہ اونھون نے علی الاعلان یہ کہا کہ

"ہمارے سپاہی ہر دشمن کے مقابلہ مین اپنے رویہ کو مستقل رکھین گے، لیکن کسی مسلمان کے مقابلہ مین وہ کبھی تلوار نہین اوٹھائینگے"

طرابلس الغرب اور خلافت

تونس کے ساتھ اس سے ملحق وہ چھوٹا سا قطعۂ ارض ہی جس نے ۱۹۱۲ء مین اپنے خون کی چھینٹون سے تمام دنیائے اسلام کو سب سے پہلے بیدار کر دیا تھا، میرا مقصود بہادر طرابلس الغرب ہی جس نے اپنی غربت، اپنی ناچاری، اپنی قلت تعداد کے باوجود دنیائے اسلام کی عزت کو بدنام نہین کیا، اور اوس وقت سے آج تک کامیابی کے ساتھ اٹلی کی تمام حوصلہ مندیون کا بہادرانہ مقابلہ کر رہا ہے، اور آخر مین اس نے اپنی آزادی خود اُس قوم سے منوالی جو اوس پر حکمرانی کے حوصلے رکھتی تھی چنانچہ ساحلی مقامات کے علاوہ بقیہ ملک اب تک آزاد ہی، اور آخر اٹلی کی باہمی مصالحت سے ایک مجلس ارکان کے ماتحت جس مین دو اٹالین اور چار طرابلسی عرب رکن ہین، اور شیخ سنوسی، اس مجلس کے صدر، اس ملک کی حکومت سپرد کر دی گئی، ستمبر ۱۹۲۰ء مین جب ہمارا وفد روم مین تھا، ہم نے اپنے اون طرابلسی بھائیون سے ملاقاتین کین جو اس صلح کے شرائط طے کرنے کے لیئے روم آئے ہوئے تھے، شیخ خالد طرابلسی رئیس وفد نے ہم سے بیان کیا کہ مسئلہ خلافت و مقامات مقدسہ نے طرابلس مین بڑا

ہیجان برپا کردیا ہی، ایک عظیم الشان جلسہ طرابلس مین مجتمع ہوا تھا، اس نے اٹلی کے وزیر اعظم کے نام تار دیا کہ ٹرکی کے ساتھ صلح کرنے مین ہمارے جذبات دینی کا لحاظ رکھا جائے، شیخ مذکور بیان کرتے تھے، کہ طرابلسی عربون کا غم وغصہ اس معاملہ مین یہانتک بڑھا ہوا تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اگر فرانس نے اس معاملہ مین کوئی شرارت کی تو ہم تونس پر حملہ کرنے کو تیار ہین، اٹلی جو اس حدتک اس معاملہ مین دولت عثمانیہ کی ہواخواہی کا اظہار کر رہا ہے، اوس کا سبب جیسا کہ ہمارے طرابلسی بھائی کہتے ہین، صرف یہ خیال ہی کہ طرابلس کے مسلمان ہم سے آزردہ نہونے پائین،

شاید آپ لوگ شیخ سلیمان باردنی سے واقف ہون، یہ وہی طرابلسی شیخ ہین جو اٹلی اور دولت عثمانیہ کی صلح، اور طرابلس کی خود مختاری کے بعد حکومت طرابلس کے سب سے پہلے رئیس منتخب ہوئے، شیخ مذکور نے ایک پرزور رسالہ خلافت اسلامیہ کی حمایت مین چھاپ کر شائع کیا ہے اس کے بعد ۵ رشوال ۱۳۳۸ھ کو پیرس کے رئیس مجلس اعلیٰ کے نام حسب ذیل برقی اعلان بھیجا،

"ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے مین پوری ناراضی اور حقارت کے ساتھ اس معاہدہ صلح کو رد کرتا ہون جو خلیفۃ المسلمین کی گورنمنٹ کے ساتھ ہو رہا ہی، کیونکہ یہ معاہدہ صلح اسلام کی ہلاکت و بربادی کا پیغام ہی،

فروری ۱۹۲۲ء مین یہ خبر بھی ہندوستان تک پہونچ چکی ہی کہ طرابلس کے مسلمانون کا ایک وفد قسطنطنیہ اس لیئے آیا ہے کہ وہ آستانہ خلافت کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرے،

۱؎ المنیر ۵۔ اگست ۱۹۲۰ء،

مراکش اور خلافت

شمالی افریقہ کی یہ عظیم الشان اسلامی حکومت جو ڈیڑھ کرور کلمہ گویون کو اپنے آغوش مین لئے ہوئے ہی، گو سیاسی حیثیت سے اوس کی یہ کیفیت ہی کہ اسپین کی طرف اوس کے ساحلی اور کوہستانی مقامات جن کو **ریف** کہتے ہین، اسپین کے تصرف مین ہین، اور ملک کا باقی حصہ برائے نام ایک سلطان کے ماتحت فرانس کے زیر اثر ہی، یہ تو سمندر کے اوپر کی سطح ہی لیکن اندرونی کیفیت یہ ہی کہ ملک کا ملک فرانس اور اسپین کے مظالم سے چیخ اوٹھا ہی، عرب قبائل اچھی طرح سمجھ گئے ہین کہ یورپ کی مسلح طاقتون کے مقابلہ مین پرانے طریقہ کی قبائلی خانہ جنگی کی طرح کی بغاوت کس درجہ حماقت ہی، اور وہ اب جدید تعلیم و تربیت سے روشناس ہو کر ملک کی اصلی و حقیقی آزادی کا خواب دیکھ رہے ہین،

مجھے مسرت ہی کہ فرانس کی سرزمین مین سلطان مراکش مولائی یوسف کے حاجب (یہ عہدہ وزیر کے برابر ہی) شیخ تہامی سے میری ملاقات ہوئی، اور اون سے وہ حالات معلوم ہوئے جنھون نے اس پرانے ملک کی طرف سے میرے دل مین نئی امنگین پیدا کر دین،

جب ہم نے پہلے پہل فرانس کی سرزمین پر قدم رکھا تو لوگون سے معلوم ہوا کہ ہمارا دعوائے خلافت فرانس کے دربار مین مقبول نہوگا کیونکہ فرانس کے شمالی افریقی مقبوضات مین سے گو تونس و الجزائر کے مسلمان سلطان عثمانی کو خلیفہ تسلیم کرتے ہین، لیکن مراکش کے مالکی المذہب مسلمان اوس کو تسلیم نہین کرتے، بلکہ وہ خود سلطان مراکش کو اپنا خلیفہ جانتے ہین، اس کے بعد ۱۱ اگست ۱۹۲۰ء کو جب ہمارا وفد موسیو ملران وزیر اعظم فرانس سے

ملاقی ہوا تو وزیر موصوف نے بھی اثنائے تقریر مین اِس کا حوالہ دیا کہ مسئلہ خلافت مین فرانس کے دُہرے مشکلات ہین کہ آدھا ملک سلطان عثمانی کو خلیفہ مانتا ہے، اور آدھا سلطان مراکش کی خلافت کو تسلیم کرتا ہے، گو وزیر موصوف نے بھی ہماری ہی طرح ایک متبسمانہ طریقۂ انکار سے اِس فقرہ کو ادا کیا، تاہم اوس وقت سے اور زیادہ بیقراری تحقیق حال کے لئے میرے دل مین پیدا ہوئی، حسن اتفاق سے وشی کے صحتگاہ مین خاص مراکشیون سے ملکر معلوم ہوا کہ گو کسی زمانہ مین سلطان مراکش کو سلطان عثمانی کے مقابلہ کا بجا دعوی تھا، لیکن اب اِس باب مین بہت کم اختلاف ہی، یہ اختلافات اوسوقت تھے جب ہم مین کچھ طاقت تھی، اب تو یورپ کی دست برد اور حملون نے بھائی بھائی کی تمام خانگی نزاعات کو مٹا کر ایک عام اسلامی برادری ہم مین پیدا کر دی ہے، احمد نام ایک مراکشی مسلمان جو دار بیضاء مین سرکاری عہدہ دار تھا، اوس نے جس جوش کے ساتھ مجھسے یہ الفاظ کہے تھے "یا مولانا! ہمارے ملک مین نہ تو سپاہیون کی کمی ہے اور نہ دولت وخزانہ کی کمی ہے، کمی ہے تو صرف ایک الّوٰر کی!" اوس کا اثر مین ابتک اپنے دل مین پاتا ہون،

مراکش کا فرانسیسی حلقہ، ایک دوسرا مصر بنتا جاتا ہے، نوجوانون مین جدید احساسات کی رو ترقی پر ہے، مسئلہ ٹرکی کے لئے اون کے اندر بھی مظاہرے کام کر رہے ہین اور وہ عالمگیر اسلامی برادری کی ایک کڑی بنجانیکی تیاریان کر رہے ہین، فرانس کی طرف سے اوس گذشتہ غلط پالیسی پر جو وہ ٹرکی کے باب مین برت رہا تھا، اوس ملک کے مسلمانون مین بھی بیحد غم و غصہ ہے، اور وہ مظاہرون کی صورت مین ظاہر ہو رہا ہی، مراکش کی خفیہ فرانسیسی

اطلاعین جو فرانسیسی اخبارات مین شائع ہوئی ہین اونھون نے فرانس کو خواب غفلت سے چونکا دیا ہے اور اوسکو معلوم ہوگیا ہے کہ اگر ترکون کو رضامند نہین کیا جائے گا تو مراکشی مسلمانون کی نارضامندی برداشت کرنا پڑے گی فرنچ مضمون نگار موسیو پوری کا اقتباس پہلے گذر چکا ہے، اوس کا ایک فقرہ پھر پڑھئے،

"وہ مظاہرے جو تونس مین بلکہ مراکش تک مین ہو رہے ہین، اون کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ فرانس کا وزیر اعظم مسئلہ ترکی مین لائڈ جارج کی احمقانہ پالیسی کی ناعاقبت اندیشانہ تقلید سے آیندہ باز رہے"

مراکش کے حصۂ ریف کے مسلمانون کے اندر بھی اس جنبش اسلامی سے جو تمام دنیا کے مسلمان ملکون مین موجین لے رہی ہے، لہرین اوٹھ رہی ہین، امیر محمد بن عبدالکریم جو اسپین کی یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ ہے اوسکی سرکردگی مین ریف کے عرب قبائل جو کارنامے دکھا رہے ہین وہ اخبارات کے ذریعہ سے آپ تک پہونچ رہے ہین، مٹھی بھر بے سروسامان عربون نے اسپین کی ایک مدت دراز کی بچھائے ہوئے جالون کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور اب وہ ایک آزاد اسلامی حکومت کی بنیاد ڈال رہے ہین، امیر موصوف کا وہ دل ہلا دینے والا عربی خط جو جمعیتہ محمدیہ ریف کی طرف سے مسلمانان عالم کے نام مسلم اسٹینڈرڈ لندن مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۱ء مین چھپا ہے، اوس کے لفظ لفظ مین دنیاے اسلام کی بیداری کی پیشینگوئی چھپی ہے اور حالات حاضرہ کا تاثر اوس کے حرف حرف سے نمایان ہے،

اریٹیریا اور خلافت

اِس سے پہلے کہ ہم افریقہ کی سرزمین کو چھوڑین اِس براعظم کی دوسری سمتون کے مسلمانون کی جذبات کا بیان کر دینا ضروری ہی، ابی سینیا کے قدیم عیسائی ملک مین آپ کو معلوم ہی کہ اسی زمانۂ جنگ مین کس طرح ایک مسلمان ابی تسیینین تخت نشین ہو گیا تھا اور اوس نے ترک افسرون کے ماتحت خلافت اسلامیہ کی حمایت مین اتحادیون کے خلاف تلوار اوٹھائی تھی، اور دوسرے حبشی مسلمانون نے اوسکا ساتھ دیا تھا، افسوس کہ اتحادیون کی اندرونی سازشون نے اوس کو ناکام رکھا،

ابی سینیا سے ملحق اریٹیریا کا اطالی مقبوضہ ہی، جہان حبشی مسلمان آباد مین، مصوع اِس ملک کا جہازی بندرگاہ ہی، چونکہ ہمارا وفد خلافت اطالی جہاز پر سفر کر رہا تھا، اِس لئے آتے جاتے دونون وقت ہم نے اِس کی زیارت کی، جاتے ہوئے جب ہم اِس سرزمین پر اوترے اور مغرب کی نماز ایک مسجد مین ادا کی، اور لوگون نے متجسسانہ نظرون سے ہماری طرف دیکھا اور ہم نے اپنے سفر کے اغراض و مقاصد اون کو بتائے، تو جس طرح اونھون نے ہماری کامیابیون کے لئے ہاتھ اوٹھائے خلیفۃ الاسلام سلطان المعظم کیلئے دعائے فتح و نصرت کی، اور ہمارے ہاتھون کو اظہار عقیدت مندی کے لئے بوسہ دیا اور شریف مکہ کے فعل پر لعنت بھیجی، اور اون کے کالے کالے چہرون کے ساتھ اونکے سینوں مین جو نور کے بنے ہوئے "بلالی دل" تھے اوس نے ہمارے امیر وفد کی آنکھون کو دیر تک اشک آلود رکھا،

واپسی مین جب ہم نے پھر اس بندرگاہ مین قدم رکھا اور اونھین معلوم ہوا کہ

تمام یورپین سلطنتون مین سے سب سے زیادہ اون کی سلطنت نے وفد خلافت کے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا اور وفد خلافت کے مقاصد کو سب سے زیادہ تسلیم کیا، تو اونھون نے اٹلی کے ان احسانات کے لئے جو اونسے اوس کے ہندی بھائیون کے ساتھ کئے تھے، روما مین گورنمنٹ کے نام شکریہ کا تار بھیجا اور مغرب کے بعد جامع مسجد مین اونھون نے جلسہ کیا! مجھے بھی اون کے اِس جلسہ مین تقریر کرنے کی عزت حاصل ہوئی، اور مین نے دیکھا کہ کسطرح وہ خلافت اسلامیہ کے ذکر سے متاثر ہو رہے ہین،

مشرقی وجنوبی افریقہ اور خلافت

لندن۔ اسلامک انفارمیشن بیورو کے دفتر مین جنوبی افریقہ سے مسئلہ خلافت کی تائید مین متعدد تحریرین موصول ہوئین اور چندہ بھی آیا، مشرقی افریقہ کے مسلمانون کی طرف سے وفد خلافت کے نام یہ پیام موصول ہوا تھا کہ وفد کے تمام مطالبات کی ہم دل تائید کرین گے، افسوس کہ اِس وقت وہ کاغذات میرے سامنے نہین ورنہ اِسکی پوری تفصیل بیان کی جاسکتی،

روس اور خلافت

حضرات! افریقہ کے کالے کالے بھائیون کے حالات سننے کے بعد یورپ مین جو آپ کے سُرخ وسپید بھائی آباد ہین کچھ اون کی کوششون کا بھی حال سنئے،

روس اتحاد ثلاثہ کا سب سے بڑا رکن تھا روس کے یورپین مقبوضات اور سائبیریا مین کرورون مسلمان آباد ہین، اِس جنگ کے ایام مین اون کی کشمکشون کی

داستان بھی سننے کے لائق ہی کہ وہ کیونکر اپنے خلیفۃ المسلمین کے خلاف جنگ پر آمادہ کئے جا سکے، اور مسئلہ خلافت نے اون کو کس حد تک فکرمند بنا رکھا ہی،

صدر ہی مقصود اف جو پیرس مین مسلمانان یوروپین روس وسائبیریا کی طرف سے نائب ہو کر آئے تھے اور اون ممالک کے مسلمانون کی قومی کونسل کے صدر تھے، اور جن کے ملاقات کی عزت وفد کو حاصل ہوئی ہی، اوںھون نے بحیثیت قایم مقام مسلمانان روس صلح کانفرنس کے نام جو یادداشت بھیجی تھی، اوس کا کچھ اقتباس مین آپ کی خدمت مین پیش کرنا چاہتا ہون،

"مین بحیثیت صدر وفد وصدر قومی کونسل مسلمانان یورپین روس وسائبیریا (مقامات والگا۔ کاما۔ سائبیریا، قازان، استراخان، اورنبرگ۔ اوفا، پرم، خیلابنسک اور ماسکو اور کوشک) اس بات کی جرأت کرتا ہون کہ سپریم کونسل وانجمنِ صلح کل کی خدمت مین اس اپیل کو پیش کرون"

"یہ میرا عزت افزا فرض ہی کہ مین اس اپیل مین ترکی صلح کے بارے مین اون مسلمانون کے خیالات کا اظہار کرون جن کا کہ مین نمایندہ ہون"

"سلطان روم و قسطنطنیہ کی قسمت کے فیصلہ کے بارے مین جو مین آپ سے عرض کرونگا وہ نہ صرف بیان و ترجمان ہوگا مسلمانان یورپین۔ روس وسائبیریا کے خیالات اور احساسات کا بلکہ یہ کہ اون مسلمانون نے ہمارے وفد کو خاص طور پر اس فرض کی ادائگی کی تاکید کی ہی، کہ اونکے خیالات اور اونکے احساسات سے وہ انجمن صلح کو مطلع کرے، مگر قبل اسکے کہ مذکورۂ بالا مسلمانون کے خیالات کو بیان کرون مین مجبور ہون کہ اون کے دلی جذبات اور طبعی رجحان اور اون امیدونکو

بیان کرون جو اون کے دلون مین دوران جنگ مین تھے، مسلمانان روس ہمیشہ سے سلطنت روس کے ساتھ وفاداری کی وجہ سے ممتاز رہے ہین، گذشتہ جنگ مین مسلمان ہی تھے، جو روسی فوج کے بہترین سپاہی تھے، سنہ ۱۹۱۴ء مین جب جرمنی نے روس کے خلاف جنگ کا اعلان کیا تو یہ خبر مسلمانون مین وار تھوڈکس عیسائیون مین بہت خوشی سے سنی گئی، اسلامی صوبون مین بھرتی نہ صرف باقاعدگی کے ساتھ بلکہ جوش کے ساتھ ہوتی رہی، مسلمانون کے نمایندے جو ڈوما (روسی شاہی کونسل) مین مسلمانون کی طرف سے ممبر تھے، اون کو مسلمانون پر جنگ کے لئے اپنے اثر ڈالنے کی ضرورت نہ تھی، مگر جب بدقسمتی سے ترکی کو جنگ مین مجبوری شریک ہونا پڑا اوس وقت مسلمانان روس کو ایک زبردست روحانی صدمہ پہنچا۔ کیون؟

اس لئے کہ سلطان روم مسلمانون کے مذہبی سردار مانے جاتے ہین، مسلمان جرمنی کے خلاف لڑنے پر راضی تھے، مگر سلطان اور خلیفہ کے خلاف نہین، وہ خدا کے سامنے کیا جواب دیتے، وہ مسلمانون کے لئے ضمیر کا سوال تھا، ایک یوروپین کے لئے خصوصاً ایسے یوروپین کے لئے جو مذہبی خیالات سے بالکل علٰحدہ ہو یہ بات سمجھنا نہایت مشکل ہے کہ کس طرح مذہبی خیالات کو ایک وطن پرست ملک کی خدمت کے ساتھ پیوند دے سکتا ہے اور جب دونون مین تصادم ہو تو کس طرح وہ ایک کے اختیار کرنے مین تذبذب کر سکتا ہی، مگر مسلمانون کے دل کو پہچاننے کی ضرورت ہی، مذہبی احساس اور نیز خلیفہ کے ساتھ محبت روسی مسلمانون مین بہت مستحکم ہی، اور مجھے یقین ہی کہ اسی قسم کا جذبہ ہر ایک اسلامی ملک مین موجود ہی، ڈوما کے اسلامی ارکان نے مسلمانون مین با لڑائی کے خلاف

جو خیالات پھیل رہے تھے، اوپر غالب آنے کی پوری پوری کوشش کی،

لیڈرون نے اور دیگر لوگون نے عامۃ المسلمین سے کیا کہا؟ کس طرح اونھون نے ایمان والون کو خلیفہ کی رعایا کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا؟ محض سچ کہنے سے،

اونھون نے کہا کہ "ترکی کو جرمنی کے اثر نے زبردستی سلطان اور ترک قوم کی مرضی کے خلاف جنگ مین کھینچا ہی، سلطان کو جنگ کی کوئی خواہش نہ تھی، ہمارا ملک روس، انگلستان، اور فرانس کی طرف سے لڑ رہا ہی (اطالیہ ابھی تک داخل جنگ نہین ہوا تھا) یہ دونون حکومتین یورپ کی بہترین جمہوری اور آزادی پسند سلطنتون کے نمونے ہین، کوئی ملک فرانس، انگلستان اور روس کی متحدہ قوت کا مقابلہ نہین کرسکتا اور اتحادیون کے لیئے کامیابی ایک امر یقینی ہی، لیکن اتحادیون کی کامیابی کے یہ معنی ہین کہ یہ حریت پسندون کی اور جمہوریت کی کامیابی ہے جسکے بعد تمام بڑی اور چھوٹی اقوام کے حقوق تسلیم ہونگے"

"ہماری متحدہ کوششون سے جنگ کے فتح کرنے کے بعد روس مین بڑی بڑی اصلاحین پیش کی جائین گی۔ اور روس بھی ایک آزاد منش ملک ہو جائیگا، ہم مسلمان نہ صرف آزاد شہری ہو جائین گے بلکہ اپنی قومی انجمنون کے لئے اور اپنی زبان کے لیئے اقتدار حاصل کرین گے، اور مجال نہین کہ روس ایسے لوگون سے کہ جنھون نے ۸ لاکھ..... ۸ عمدہ سپاہی مہیا کیئے ہین اون کے اغراض سے چشم پوشی کرے، اور رہا ترکی اور خلیفہ کا معاملہ تو وہ تو جرمنی کی فتح سے بہت نقصان اوٹھائین گے جرمنی ترکی کا بہی خواہ نہین ہی، اور وہ بالفعل ترکی کو اپنے فائدہ کے لیئے استعمال کر رہا ہی، مگر جب وہ فتحیاب ہوگا تو وہ ترکی کو اور سلطان کو نہ صرف اقتصادی

حیثیت سے مغلوب کرے گا. بلکہ سیاسی اور تمدنی حیثیت سے بھی مغلوب کرے گا، مگر اتحادی حکومتین ملک گیری کی لڑائی نہین لڑ رہی ہین، بلکہ اسلئے کہ آزادی و انصاف اور تمام اقوام کے حقوق برقرار رہین"

"اور یہ کہ متحدہ سلطنتین یعنی انگلستان۔ فرانس۔ اور روس بڑی بڑی اسلامی ریاستین ہین۔ انگلستان کے زیرنگین ۰۰۰۰۰۰۰۱۰ دس کرور مسلمان رعایا ہین اور روس کے ماتحت ۰۰۰۰۰۰۰۳۰ تین کرور اور فرانس کے ماتحت ۰۰۰۰۰۰۱۲ ایک کرور بیس لاکھ جب یہ ترکی پر فتح پائین گے تو ان ممالک کی حکومتین ہمیشہ اپنی مسلمان رعایا کے احساسات کا خیال رکھین گی، اور ہر مسلم ملک کے مسلمانون کی وفاداری اور مدد کو جو جنگ مین اونھون نے دی ہو، نہین بھولینگی، اور اونکی مسلمان رعایا کا سلوک جو دوران جنگ مین رہا ہو وہ انھین مجبور کریگا کہ فتح حاصل کرنے کے بعد ترکی کے ساتھ رعایت کرین اور خلیفہ کی ذات اور اقتدار کا لحاظ رکھین، لہذا اتحادیون کی کامیابی کی ضرورت نہ صرف مسلمانان روس کی بہبودی کے لئے ضروری ہو، بلکہ خود ترکی کے رہنے والون کے لئے بھی"

یہ خیالات جن کو مین مختصراً یہان ظاہر کر رہا ہون جڑ پکڑتے جاتے تھے اور مسلمانونکی انجمنون مین اور اخبارون مین صراحتہً بیان کئے جایا کرتے تھے۔ اونکا بڑا اثر ہوا۔ یہانتک کہ جنگ کے خلاف نارضامندی بالکل جاتی رہی۔ ہم نہ صرف مسلمان سپاہیونکو زمانۂ انقلاب تک مطمئن و منضبط رکھ سکے۔ بلکہ خود دوران انقلاب مین بھی وہ اسی پر قائم رہے۔ ورنہ قومی کونسل کا ایک فرمان ۰۰۰۰۰۸۰۰ آٹھ لاکھ سے زیادہ سپاہیون کو میدان جنگ سے بلوا لینے کے لئے کافی تھا، بد امنی کی حالت مین جو افسوس کہ بالشویزم کے

انقلاب کی وجہ سے روس مین پھیل رہی تھی۔ وہ اس کام کو بلاخوف وخطر کر سکتے تھے۔"

"عیسائی سپاہیون مین اِس وقت بے وفائی پھیل رہی تھی، مگر مسلمان سپاہی آخر دم تک اتحادیون کے وفادار رہے، بالشویکون نے جب زبردستی ہتھیار رکھوا لئے تو ایک مسلمان بھی قطعاً سُرخ فوج مین داخل نہین ہوا، یہان تک کہ بالشویکون کی حکومت مین نئے سرے سے بھرتی شروع ہوئی، مگر الحمد للہ قومی کونسل کی وجہ سے ہم نے انضباط قایم رکھا اور مسلمان اتحادیون کے آخر تک وفادار رہے"۔

"یہ ہو دہ طرز عمل جو مسلمانانِ روس کا دورانِ جنگ مین رہا، مگر اون کی امیدین جنگ کے بعد کیا تھین"

"اس فتح کے بعد مسلمانان روس اپنی قوم کو کامیاب دیکھکر اپنے حب وطنی کے جذبہ کو مطمئن کرنے کے علاوہ اتحادیون سے دو قسم کے اخلاقی نعم البدل کے متوقع تھے، زیادہ تر روسی قومی آزادی اور دوسرے ترکی کے ساتھ نرمی کا سلوک اور منصفانہ برتاؤ اور سلطان کے ساتھ عزت سے پیش آنا، وہ یہ خیال کرتے تھے کہ وہ اپنے لاکھون فرزندون کو میدان جنگ مین اتحادیون کے بچاؤ مین قتل کرانے کے بعد اس انعام کے مستحق ہوئے ہین"

"فی الحال کم سے کم مسلمانانِ روس اپنی پہلی امیدمین دھوکا کھا چکے ہین، بجائے آزادی کے وہ نہایت ہی بدترین تشدد مین مبتلا ہین، رہی دوسری امید (یعنی ترکی اور سلطان کے ساتھ منصفانہ برتاؤ) اس کے بارے مین سارے مسلمانانِ عالم کو ایک نہایت ہی جگر سوز مسئلہ کا سامنا ہے، اور یہ تجویز کی جاتی ہے کہ سلطان کو قسطنطنیہ سے نکالدیا جائے، اس شہر سے کہ جس کو تمام مسلمان ایک مقدس شہر مانتے ہین۔ آپ روس مین ہر جگہ پائیے گا کہ ہر مسلمان کے گھر مین قسطنطنیہ کا ایک نقشی نظارہ موجود ہے، جس پر

آیات کندہ ہین"

"مسلمان یہ سمجھ سکتے ہین کہ اتحادی حکومتین ترکون کو اپنے خرچ جنگ کا ذمہ دار ٹھہراتی ہین اور یہ کہ وہ غیر ترک کو ٹرکی مین آزادی اور حقوق دینے کا اطمینان دلاتی ہین۔ لیکن مسلمان ہرگز نہین سمجھ سکتے کہ کس ضرورت کی بناء پر اُن کے خلیفہ کو اون کے دار السلطنت سے اور اوس دار السلطنت سے کہ جو ہزار مسجد والا شہر مشہور ہے، نکالا جا رہا ہے، جو اثر کہ اس کی وجہ سے مسلمانان روس پر پیدا ہوگا، وہ نہایت ہی اہم ہوگا اور اتحادیون کے اقتدار اور ہر دلعزیزی کے لیئے نہایت ہی صدمہ پہنچانے والا ہوگا اگر سلطان کو اور ترکی کو قسطنطنیہ سے نکالا جائے تو روس کی اسلامی یورپی و ایشیائی آبادی مین ایک تہلکہ مچ جائیگا، گو اس کے کرنے مین کتنی ہی حفاظت کیون نہ کی جائے اور کتنے ہی نرمی کے ذرائع کیون نہ استعمال کئے جائین حقیقت مین یہ روسی مسلمانون کے لئے ایک زبردست ماتم ہوگا۔ اور کبھی مسلمان اس ذلت کو گوارا نہین کر سکتے ۔ ہر مسلمان کے دل مین یہ ذلت ایک ایسا زخم غیر مندمل ہوگا جو کبھی بھر نہین سکتا اور ساری اسلامی دنیا مین ایک ٹہل پڑ جائے گی، اور مسلمان کہین گے کہ اتحادی ہمین کیون سزا دیتے ہین، ہم نے تو اونھین فتح حاصل کرنے مین مدد دی تھی اور مسلمان لیڈر کہ جو مسلمانون کو دوران جنگ مین اتحادیون کی طرف لائے تھے خلیفہ کو قسطنطنیہ سے نکالنے کی ضرورت کو نہین سمجھا سکین گے، علاوہ برین کوئی مسلمان اس کی کوشش نہین کرے گا کہ اوس تجویز کی تائید کرے، جو خلیفہ کو اپنے دار السلطنت سے نکال دے اور اگر اوس نے ایسا کیا بھی تو کوئی مسلمان اوس کی نہین سنیگا،

اس واقعہ کے بعد (اگر یہ واقع ہو جائے) مسلم دنیا کو اتحادیونکی موافقت مین اپنے

سابق لیڈرون پر سے بھروسہ اوٹھ جائے گا، اور وہ اتحادیون کے خلاف ہر قسم کے مشرقی اتحاد کی مدد کرنے کے لیئے تیار ہو جائین گے، کیا اس قسم کی حالت کا اسلامی دنیا مین پیدا ہو جانا مفید ہی؟ خصوصًا اتحادیون کے خلاف اس وقت جبکہ قسم قسم کی تحریکات اور بالشویزم بھی موجود ہی، مین سمجھتا ہون کہ اتحادی اِس وقت اِس تحریک پر جو اونکے خلاف پیدا ہو رہی ہے نہایت ہی قلیل کوشش سے کامیاب ہو سکتے ہین، اور علاوہ اسکے، آیندہ کسی نقطۂ خیال سے بھی کبھی انگلستان۔ فرانس اور اطالیہ اور دیگر ممالک متحدہ کو اس سے فائدہ پہونچ سکتا ہی کہ بالشویزم کے ساتھ ساتھ مسلم دنیا مین بھی ایک ایسا ہی اُبال پیدا کر دیا جائے، گو یہ بالفعل اتحادیون کے لئے خطرناک نہ ہو۔ لیکن کیا یہ ایسے امر کا انکار نہین ہی کہ جس کا نتیجہ شاید ہی اتحادیون کے لئے مفید ثابت ہو،،

یہ تحریک ایک طرف تو دنیائے اسلام مین بے اطمینانی پھیلانے والی ہی اور دوسری طرف چند بلقانی برسرِ اقتدار اقوام کے غاصبانہ فرض کو پورا کرنا ہی، جو ساری دنیائے اسلام کے خلیفہ کو نکالدینے والے دل شکن تماشے مین مدد دینے کے لیئے تیزی سے آئے تھے، اور یہ وہی ہین جو کبھی کبھی قسطنطنیہ پر قابض ہون گے، مین جانتا ہون کہ ارکان صلح کانفرنس مین میری صدا کے سُنے جانے کی کم امید ہی، تاہم اگر مین اس وقت بول رہا ہون تو اسلیئے کہ یہ میرے ضمیر کا فرض ہے، کہ مین .... اسلمانان یورپی روس وسائبیریا کا نمایندہ ہونے کی حیثیت سے خلافت کے ایسے نازک موقع پر اون کے خیالات سے کانفرنس کو مطلع کرون اور اس سوال پر (جو نہایت ہی دردناک اور نازک ہی) گفتگو کرتے ہوئے اِس مخلصانہ عرضداشت کے ذریعہ سے کانفرنس کے سامنے مسلمانان یورپین روس وسائبیریا کے سچے اور مخلصانہ خیالات کو پیش کرون، مجھے

احساس ہی کہ مین نہ صرف مسلمانون کی بہبودی کے لئے اس وقت کام کر رہا ہون بلکہ یہ کام اوسی درجہ تک اتحادیون کے اور تمدن کے حق مین بھی مفید ہی، ایک مذہبی فرض ہونے کی وجہ سے اور دنیا مین امن و تمدن قایم رکھنے کی نیت سے مین مسلمانونکو خاموشی کے ساتھ تکلیف برداشت کرنے کی درخواست کرتا ہون، مگر آپ لوگون کو مسلمانون کی خاموشی سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے، خاموشیان بالآخر بہت شور مچاتی ہین، لہذا مین اِس اپیل کو جو بنام کانفرنس ہی ختم کرتا ہون کہ .... مسلمانان روس وسائبیریا کی یہ درخواست قبول کی جائے کہ کانفرنس سلطان اور ترکون کو قسطنطنیہ اور ترکی صوبون سے اخراج کے خیال سے دست بردار ہوجائے کیونکہ مسلم نقطۂ خیال سے یہ نہ صرف ظالمانہ اور غیر منصفانہ ہی بلکہ سیاسیّات اصلی اور دنیا کے امن و سلامتی کی خاطر بھی ایسا ہی کرنا ضرور ی ہی"

کریمیا اور خلافت

بحراسود کے دوسرے کنارے پر یورپ کے ایک گوشہ مین مسلمانون کی یہ مختصر آبادی ہے، جو روس کی سلطنت کا ایک حصہ ہی، اور جو اب آزادی کا خواب دیکھ رہی ہی، جمہوریۂ کریمیا کے صدر جعفر سعید احمد نے خلافت کی حمایت مین مسلم اوٹ لک مین ایک پُر زور مضمون ہمارے زمانۂ قیام یورپ مین لکھا تھا، اِن کی بیوی نے خواتین عالم کی گذشتہ کانفرنس جو سوئیزرلینڈ مین منعقد ہوئی تھی، اِس مسئلہ کے متعلق ایک پر درد اپیل خواتین عالم کے سامنے پیش کی تھی ان تقریرون سے اون جذبات کا اظہار ہوتا ہے جو اِس چھوٹے سے ملک کے مسلمانون کے دلون مین ہے، ابھی کل کے اخبار مین پڑھا ہی کہ وہان سے ایک اسلامی وفد انگورہ آیا ہی،

مسلمانان بلقان

یہ گوشۂ یورپ کی وہ سرزمین ہے جو صدیون سے مسلمانون کے خون سے سیراب ہورہی ہے، اور جبکہ قومی و مذہبی و شخصی آزادی کا اعلان یورپ کی گلی گلی مین بہانگ دہل بلند کیا جارہا ہے، تو اِس گوشہ مین اب تک وہی قرون وسطی کی مصیبت اپنا کام کررہی ہے، رومانیہ، سرویا، بلگیریا، مقدونیہ اور تھریس کے مسلمانون کو آگ اور تلوار سے ہلاک کیا جارہا ہے، یہ تعجبات عالم سے ہو کہ تمام اسلامی آزاد حکومتون سے حق کے نام پر یہ زبردستی منوایا جارہا ہے کہ وہ قلیل التعداد مسیحی قومون کے حقوق کے شیشہ کو ٹھیس نہ لگنے دین مگر دوسری طرف اون کی آنکھون کے سامنے انھین عیسائی ریاستون کے اندر قلیل التعداد مسلمان اقوام کو مظالم کے پہاڑ سے چور چور کیا جارہا ہے۔ مگر ایک دھیمی سی آواز بھی حق پسند معدلت شعار اور ناطرفدار یورپ کے حلق سے نہین نکلتی،

رومانیا مین ایک لاکھ تیس ہزار مسلمان بستے ہین، بلگیریا اور سرویا۔ اور بقیہ ممالک بلقان کی آبادی اسی پر قیاس کرنا چاہیئے، تھریس پر یونان نے قبضہ کرنا چاہا اور چاہا کہ اوس کو خلافت کے جسم سے کاٹ کر علیحدہ کردے، یہان کے غریب اور بے دست و پا مسلمانون نے اِس قطع و برید کو گوارا نکیا اور جعفر طیار کے کٹے ہوئے بازوون پر بھروسہ کرکے اعلان جہاد کردیا، ۱۰ر جولائی ۱۹۲۰ء کو بیرس مین احمد رضا بے سابق

رئیس مجلس مبعوثین کے قیامگاہ پر پیرس مین تھریس کے دو مسلمان نمایندون
سے ملاقات ہوئی، اون کی افسوسناک بیچارگی کے حالات سنکر، ہندوستان
کے وفد خلافت کا دل تڑپ اوٹھا، اونھون نے کس حسرت سے پوچھا کہ
"کیا ہندوستان کے مسلمان ہماری کوئی مدد نہین کر سکتے"؟ ہم نے کہا کہ "برادران
من! صرف خدا کی مدد پر بھروسہ کرو" چنانچہ اونھون نے خدا کی مدد پر بھروسہ
کیا اور اب اوائل فروری ۲۲ء کی خبرون مین ہم پڑھ رہے ہین کہ
مسلمانان تھریس کی شدید مخالفت کے باعث تھریس کی یونانی فوج مین
بغاوت ہو رہی ہے،

ہم کو سب سے زیادہ اس کی فکر تھی کہ ریاستہائے بلقان کے مسلمانون
مین مذہبی تعلیم و اخلاق اور اسلامیت کی زندگی قسطنطنیہ کے سرچشمۂ فیض کے
بند ہو جانے سے ختم ہو جائیگی، مگر یہ دیکھکر کس قدر خوشی ہوئی کہ مسلمانان بلقان نے
بیرونی اعانت سے بے پروا ہو کر اب اپنے پاؤن پر آپ کھڑے ہونے کی ہمت
کی ہے، یہ تمام مسلمان قوماً ترک ہین اور سلطان عثمانی کو اپنا خلیفۂ برحق جانتے ہین،
ان مین سے ہر ریاست سے ٹرکی نے جو شرائط صلح طے کئے ہین اونکی ایک ضروری شرط
یہ ہے کہ یہان کے مسلمان مذہباً خلیفہ کے زیر فرمان ہونگے،

ہمکو معلوم ہے کہ بلقان کے بے یار و مددگار لیکن پرجوش ترک مسئلۂ خلافت کیلئے کیا قربانیان
کر رہے ہین اور کسطرح تھریس کے مجاہدین کی مالی و فوجی طاقت مین اونکی اعانت و امداد
پوشیدہ ہے، اوائل فروری ۲۲ء مین یہ خبر آئی ہے کہ سرویا اور بعض دیگر بلقانی صوبون کے مسلمانون نے
ملکر ایک اسلامی کانفرنس قائم کی ہے تاکہ وہ اپنے حالات کی آپ اصلاح کرین، خدا اونکی مدد کرے،

البانیا اور خلافت

یہ چھوٹی سی قوم جو گو یورپ کے ایک کوہستانی گوشہ مین آباد ہی، مگر اس جرم مین کہ یہ قائل کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے اس کی سیاسی آزادی معرض خطر مین ہی، اسوقت جب کہ بلقان کی جنگ شروع ہوئی اس نے اپنی آزادی کا اعلان کیا اور یورپ نے اِس سے اوس وقت بہت کچھ وعدے کیئے تھے لیکن تھوڑے ہی دنون مین جب اونکی آنکھین کھلین تو اون کو اپنی اِس حرکت پر ندامت ہوئی۔ اس گذشتہ جنگ کے آغاز مین جب اپنی ضرورت کے لیئے اتحادی چھوٹی سی چھوٹی قوم کو بھی جرمنی کے خلاف لانے مین ہر قسم کی کوششین کر رہے تھے، البانیہ کو پھر چند جھوٹے سچے وعدون کا لالچ دلاکر اپنا طرفدار بنایا لیکن جب لڑائی کا پردہ چاک ہوا البانی مسلمان جو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اونکے دہ سالہ مصائب کا خاتمہ ہوجائے گا اور اون کی آزادی تسلیم ہوجائے گی اون کو بدستور مصیبتون کی زنجیرین اپنے چارون طرف نظر آئین سنہ ۱۹۲۰ء مین البانیا کی طلب آزادی کا جو وفد یورپ آیا تھا، اِس کے ممبرون سے لندن مین کئی دفعہ ملاقاتون کا اتفاق ہوا۔ محمدؐ بے کونتنزا جو اس وفد کے رئیس تھے اونھون نے تصریح بیان کیا کہ البانی مسلمان اب اپنی گذشتہ حالت کو یاد کرکے روتے ہین، اِس قوم کو فخر ہے کہ اس نے دولت عثمانیہ کو اپنی قوم مین سے ۲۷ وزرا مختلف اوقات مین دیئے ہین،

برادران ملت! آیئے سنیئے کہ اس چھوٹی سی، لیکن اس قدر اہم قوم کے مسئلہ خلافت کے متعلق کیا خیالات ہین۔

فروری سنہ ۱۹۲۰ء مین پیرس کی صلح کانفرنس کے نام، البانی قوم کے نمایندہ

بصرتی بے نے حسب ذیل یادداشت پیش کی،

"البانیا کے کوہستان کے بڑے بڑے سرداروں اور اوس کے باثر رؤسا کے حکم سے جو بہت سے فتوحات کے بعد ڈیبرا اور سقوطری کے درمیان البانیا مین پھر دوبارہ متفق و متحد ہو گئے ہین اور متفق البانیا نے جو فیصلہ کیا ہی، اوس کو آپ کی خدمت مین پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون۔

"خلیفہ اور دولت عثمانیہ کے سر پر جو مظالم توڑے گئے ہین اون سے مسلمانان البانیا کو صدمہ پہونچا اور اب مسلم البانیا عظیم اور شاندار فرانس کے سامنے اوس کو اسلئے پیش کرتا ہو کہ وہ خلیفہ کے دار السلطنت قسطنطنیہ پر سے خطرے کو دور کرنے کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہی، ہم یہان پر فرانس سے عاجزانہ درخواست کرتے ہین کہ سب سے پہلے وہ یونان کو دولت عثمانیہ سے جس کی ہم بڑی عزت کرتے ہین دانشمندانہ برتاؤ کرنے پر آمادہ کرنے کا ذمہ لے، قسطنطنیہ جو خلیفہ کا پایۂ تخت ہی اور اسلامی دنیا کی ایک روحانی میراث ہی ہمارے نزدیک ایک مقدس و متبرک شہر ہی، نام نہاد بادشاہ حجاز نے بزعم خود جو یک طرفہ حرکت کی ہی اس سے خلافت کے معاملہ پر کوئی اثر نہین پڑ سکتا، کیونکہ مسلمانون کا اتحاد سیاسی نہین ہی بلکہ مذہبی ہی، مسلمانون کے اس بین الاقوامی مسئلۂ خلافت کو تسلیم کرنا اور دولت عثمانیہ کے جنگ سے پہلے کے اقتدار کو باقی رکھنا ہی ایک خاص ذریعہ ہے جس سے مسلمانون مین اتحاد یورپ کے خلاف اوس تحریک کے انسداد کے لئے اخلاقی نظام قایم رکھا جا سکتا ہی جو سلطان خلیفہ کی کمزوری کی حالت مین ایشیا مین یا افریقہ مین پیدا ہو سکتی ہی، اور جو نہایت خطرناک ہوگی"

"آج فرصت اور موقع ہی کہ خلیفہ اور دولت عثمانیہ کی دینی عظمت کو بحیثیت

ایک متصرف طاقت کے عام فائدے کے لیئے استعمال کیا جائے نہ یہ کہ اس کو ذلیل کرکے مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی بقا اور حفاظت کے لیئے آخری جان توڑ کوشش کرے جس کے نتائج بہت ہی خطرناک اور پیچیدہ ہون گے، علاوہ برین ہم البانیون نے سلطنت کے لیئے ۲۷ وزیر اعظم پیدا کرکے جن کا شمار سلاطین اعظم کے شمار کے برابر ہو، تاریخ عثمانیہ کی ساخت مین بڑا حصہ لیا ہو اور ان البانی وزیران اعظم نے اِس شاندار اور قدیم فرانسیسی عثمانی اتحاد کے لیئے بہت کچھ کیا ہو"

عثمانی ہنٹرلینڈ سمرنا جو خالص اسلامی ہو اور جہان کے مسلمان اس وقت نشانۂ مصیبت ہین، ضرورت اِس وقت اس کی ہو کہ وہان طبی امداد بہم پہنچائی جائے اسکی ضرورت نہین ہو کہ وہان فوجی کارروائی کیجائے.........

"مشرقی دائمی صلح کی بنیاد اسی پر منحصر ہو، قدیم عثمانی البانیا کی عادت سابقہ کے مطابق ہمارے غیر مسلم بھائی بھی ہمارے مذہبی احساسات کا پاس کرتے ہین، باوجود اسکے کہ البانیا دولت عثمانیہ کے پڑوس مین نہین ہو مگر وہ اس سے کہین زیادہ ملا ہوا ہو، کیونکہ یہ تعلق خالص مذہبی احساس پر مبنی ہے سیاسی تعلق پر نہین.........."

"فرانس نے جو ترکی کے ساتھ بہادرانہ سلوک کیا ہو اوس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم یہ اپنا فرض سمجھتے ہین کہ اِس امر کا اظہار کرین کہ ہم اسکی منصفانہ طبیعت پر بھروسہ کرتے ہین اور یہ امید کرتے ہین کہ ترکی کے اناطولیہ کے گہوارے کو اور اوس کی یورپین سرحدون کی عزت کو وہ ترکی کو واپس دلائیگا اور غیر مشرقی مسلمانون کی مدد کریگا جنمین البانیا سب سے زیادہ قربت رکھتا ہو اور یورپین ہے،

"دستخط کنندہ اِن الفاظ کے منظم کرنے کی درخواست کرتا ہو کہ حالت اصلی مین غور

کرنے کے لیۓ ضروری ہو کہ ذیل کی دو حقیقتون پر غور کیا جاۓ،

(۱) ترک وہ قوم ہو کہ بغیر آزادی کے زندہ نہین رہ سکتی،

(۲) اور وہ کبھی نہ کبھی اس ملک سے جو اون سے چھین لیا گیا ہے، ہمیشہ ہجرت کر جاتے ہین تاکہ غلامی سے بچین،

"لهذا اس سے یہ نتیجہ مترتب ہوتا ہے کہ چونکہ اب یہ عثمانیون کی آخری جاۓ پناہ ہے اسلیۓ تھریس کی وہی اہمیّت ہو جو قسطنطنیہ اور اناطولیہ کی ہو، اور اوس کی حالت مقدونیہ سے بالکل مختلف ہو، اس قسم کی سربریدگی سے اہم پیچیدگیان پیدا ہون گی، اس کا روا رکھنا گویا اون ہولناک غیر معلوم نتائج کو دعوت دینا ہو جن کی اہمیّت یہ ہو کہ وہ اون راہون کو کھول دیگی جو سارے ایشیائی سیاسی آسمان کو تاریک کر دیگی، جن کا معنوی اثر یہ ہوگا کہ ایشیا و افریقہ مین متحدہ طور پر اضطراب پیدا ہو جایگا، کیون نہ دنیا کو اس مہلک عذاب سے بچایا جاۓ؟ دستخط کنندگان بحیثیت ایک سوسائٹی کے معمولی ممبر کے ایک سیاسی اور صاحب تدبیر ہونے کی حیثیت مین یہ یقین رکھتے ہین کہ آپ صلح کانفرنس کے اجلاس مین اس تحریک کو عمدہ پیرایہ مین پیش کرین گے[۱]"

چین اور خلافت

عزیزان ملت! اب مین آپ کے سامنے اوس ملک کے مسلمانون کے جذبات کی کچھ تشریح کرنا چاہتا ہون جہان کے مسلمانون کے حالات کا نہ صرف ہم کو بلکہ دنیا کو بہت کم علم ہو، میری مراد چین سے ہو، مسلمانان چین کے مسئلہ خلافت کے متعلق جذبات و

[۱] (مسلم اوٹ لک نمبر ۱۹)

خیالات سے بہت کم واقفیّت کے ذرائع موجود ہین تاہم خوش قسمتی سے ہمارے قبضہ مین روشنی کی چند کرنین موجود ہین، سب سے پہلا وہ بیان ہی جو صدر جمہوریہ چین سن یٹ نے اتحادیون کی دعوت شرکت جنگ کے جواب مین ظاہر کیا تھا، اتحادیون نے چین سے خواہش کی تھی کہ جرمنی کے مقابلہ مین اعلان جنگ کرنے کے ساتھ ہی ٹرکی کے مقابلہ مین بھی اعلان جنگ کرے اور اپنی فوجین مشرق وسطیٰ کے میدان جنگ مین بھیجے، صدر جمہوریہ نے اس کے جواب مین لکھا، کہ "ہمارا ملک جن پانچ عناصر سے مرکب ہی اون مین ایک بڑا حصہ مسلمانون کا ہی جو کبھی بھی اپنے دینی بھائیون اور **خلیفۂ اسلام** کے مقابلہ مین تلوار اوٹھانے کے لئے آمادہ نہ ہون گے،،

اس کے بعد ہم کو عیسائی مشنری دوستون کے ذریعہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اون مین خلافت اسلامیہ کی ہمدردی کا جوش پیدا ہی اور اونھون نے اسکے لئے مسلمانان چین کا ایک اجتماع بھی فراہم کیا۔ پیرس مین وفد خلافت نے مختلف ملکون کے مسلمانون کا جو جلسہ منعقد کیا تھا اون مین پیرس کے چینی مسلمان تاجر بھی دوسرے ملکون کے مسلمان بھائیون کے دوش بدوش کھڑے تھے،

حضرات! ایشیائے وسطیٰ مین جو مسلمانون کا پُرسکون سمندر ہی، آپ اخبارات کے کالمون مین پڑھتے رہے ہون گے کہ اب اس ساکن سمندر مین خطرناک تلاطم برپا ہی،

ایشیائے وسطیٰ اور خلافت

بخارا، فرغانہ، خیوا، داغستان، آذربایجان و دیگر ریاستہائے قفقاز

یہ ہماری اسلامی دنیا کا وہ خطہ ہی جس نے اسلام کے سینکڑون

شمشیر زن اور فاتح پیدا کیئے ہین، جنھون نے بیسیون ملکون پر حکومتین کی ہین، لیکن گیارھوین صدی ہجری کے آغاز سے وہ ایک ایک کرکے چھوٹی چھوٹی ریاستون مین ٹکر خرس روس کے پنجہ مین گرفتار ہو گئین اور اپنی آزادی گم کر دی، گذشتہ جنگ عظیم مین جو دنیائے اسلام کو نقصانات پہونچے ہین، مین اون کو کم نہین جانتا، لیکن اِس بڑی حقیقت سے بھی چشم پوشی نہین کی جا سکتی کہ اِس جنگ کے سبب سے روس مین جو انقلاب پیدا ہوا اوسکا خوشگوار پہلو یہ ہو کہ ایشیاے وسطی کی متعدد اسلامی ریاستین پھر زندہ ہو گئین، اونمین سے بعض جو روس وسطیٰ مین واقع تھین وہ گو اپنی ہستی سلامت نہ رکھ سکین، مثلاً ریاست قازان و سائبیریا، مگر بخارا، فرغانہ خیوا، داغستان، اور آذربائجان نے اپنے وجود کو بزور شمشیر منوایا ہی، اور اب وہ آزاد ہین، ان مین سب سے زیادہ سربرآوردہ اور ترقی یافتہ اور معدنی قیمت کے باعث مشہور آذربائجان کا ملک ہی مگر ہم سے قریب اور اپنی گذشتہ شاندار علمی، تمدنی اور سیاسی روایت سے ممتاز بخارا ہی،

بخارا مین پہلے بھی ایک امیر روسیون کے ماتحت حکمران تھا، روسی جدید مدارس وہان قایم تھے، اِس جدید تعلیم نے ہماری جدید تعلیم یافتہ جماعت کی طرح وہان بھی ایک نیا فرقہ قایم کر دیا ہی، جس کو پُرانے لوگ **جدیدی** کہتے ہین، اور اون سے نفرت کرتے ہین، انقلاب روس کے بعد، قدیم و جدید فرقون مین صرف زبانی مناظرون مین گفتگوئین نہین ہوئین بلکہ تیغ و سنان سے بھی باتین ہوئین، امیر قدیم اطاعت شعار فرقہ کا حامی تھا، جو ملک کو اپنے استبداد کے زیر اثر نئے نظم حکومت سے الگ رکھنا چاہتا تھا، چنانچہ پہلے پہل اوس کو کامیابی ہوئی اسکے بعد جدیدیون نے اپنا حملہ شروع کیا، اور امیر کو معزول کرکے ایک جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی جو اب تک قائم ہے اور ملک کو

نئے طرز حکومت پر ڈھال رہے ہین،

اِس جمہوری انقلاب کا آغاز و انجام بخارا کے تین ہزار طالب علمون نے ایک نوجوان دولتمند سوداگر کے زیر سیادت کیا، اور اس وقت اسی انجمن کے ممبر اس حکومت کو آزادانہ چلا رہے ہین، خواجہ فیض اللہ بن خواجہ عبید اللہ اِس جمہوریہ کا صدر ہی،

بہرحال بخارا ابھی روس سے آزاد ہوکر اوس عام اسلامی تحریک کا جزو بن گیا ہے جو اِس وقت دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ مین نمایان ہی، اناطولیہ سے انکے براہ راست تعلقات ہین، سفارتین قایم ہوگئی ہین، ہم ہندوستانی اسی پر نازان ہین کہ ہم نے چند لاکھ روپے ٹرکی کو دئیے، لیکن ایشیاے وسطی کے پرجوش مسلمانون نے روپیون کی تھیلی نہین، بلکہ نقد جانین پیش کی ہین، اور برابر یہان کے غیر تمند نوجوانون کا دستہ صعوبت سفر برداشت کرکے اناطولیہ کے میدان جنگ مین پہونچ رہا ہی، ابھی اواسط فروری ۲۲ء کے اخبارات مین دمشق کے اخبار فتی العرب کے حوالہ سے یہ خبر آپ کے سامنے آچکی ہی کہ بخاری مجاہدین کا دستہ اناطولیہ پہونچکر یونانیون سے بہادرانہ مقابلہ کر رہا ہے،

آذربائیجان کی جمہوریہ اس راہ مین جو کچھ کر رہی ہے اوس کی صدائے بازگشت کبھی کبھی ریوٹر کی خبرون مین آتی ہے، یہی وہ بیچ کا پل ہی جس پر سے چلکر بالشوسٹ روس اور کمالی ترک باہم ایک نقطہ پر ملے ہین، جمہوریۂ مذکورہ نے اپنی صرف چند سال کی حکومت مین ۵۰ ہزار باقاعدہ فوج تیار کرلی ہے، تمام ملک مین مکاتب، مدارس، مطابع اور اخبارات جاری ہین، سیاسی تخیل کی روسے گو ملک

انجمن اتحاد اور انجمن مساوات دو جماعتون مین منقسم ہی، اول اتحادیون کی جانب اور دوسری بالشویک روس کی طرف مائل ہی، تاہم نفس مسئلۂ خلافت اور اوسکی ذمہ داریون سے کوئی منکر نہین، اور برابر غیر سرکاری طور سے مجاہدین اناطولیہ کو بہونچتے رہتے ہین، انور پاشا اور قرہ بکر بے کی ہر دلعزیزی ان مین صحیح روش سیاست کی ضامن ہی

داغستان گو کثرت آبادی کے لحاظ سے شیعہ ہی تاہم وہ بھی عام اسلامی تحریک سے بے پروا نہین، یہ دیکھکر خوشی ہوتی ہی بلکہ مستقبلِ اسلام کا افق درخشان معلوم ہوتا ہی، کہ اِس تحریک نے شیعہ و سنی کے نشیب و فراز کو برابر کر دیا ہی، جمہوریۂ داغستان اسوقت اپنی آزادی کے تسلیم کرانے کیلئے روس سے فاتحانہ برسرپیکار ہی، امیر شامل اس جمہوریہ کا صدر ہے،

بہرحال اِس وقت تمام ایشیائے وسطیٰ بولشویک انقلاب کی فرصت غیر متوقع کے اندر "اسلامی اخوت" اور "تورانی برادری" کی تحریک سے سرگرم اور سرشار ہی، اور ان سب کو یقین ہی کہ روس کے پڑوس مین رہکر بغیر ٹرکی کی قوت، مضبوطی اور استحکام کے انکا وجود ہمیشہ معرض خطر مین رہے گا، یہی سبب ہی کہ تورانی مسلمان مجاہدین کے دستے برابر اناطولیہ کی پشت پناہی اعانت اور مدد کے لیئے تیار رہتے ہین، ابھی قارص کے ایک امیر نے ایک ہوائی جہاز ٹرکی کے نذر کیا ہی، انور پاشا کی "مخفی فوج" کا نام کبھی کبھی اخبارون مین آیا ہی، وہ کون ہی؟ یہی ایشیائے وسطیٰ کے تورانی مسلمان مجاہدین! آرمینیون کا سر کچلنے کے لیئے قرہ بکر بے کا جو دستہ کھڑا رہتا ہی وہ کون ہی! اِنھین ملکون کے جان نثاران خلافت! ابھی فروری ۲۲ء کے اخبارات مین یہ خبر شائع ہوئی ہی کہ یہان سے چھہ ہزار ترکمان اناطولیہ آئے ہین،

قفقاز، ترکستان و آذربائجان کے مسلمانون کے جذبات عام واقعات کے علاوہ اون انجمنون اور کانفرنسون کی رودادون سے ظاہر ہین جو باکو وغیرہ مین منعقد ہوتی

رہتی ہین، قفقاز و ترکستان و آذربائجان کے مسلمانون مین اتحادیون کے خلاف جو جوش بالشویکون نے پیدا کر دیا ہی اس کا باعث اتحادی قومون کا وہ ناعاقبت اندیشانہ عمل ہے جو مسئلہ خلافت کے متعلق وہ برت رہے ہین، اور یہی بڑا مصالحہ ہی، جس کو بالشویک نہایت چالاکی سے ان مسلمان ممالک مین پھیلا کر اتحادیون کے خلاف ایشیائے وسطی کے ان عظیم الشان خطّون مین آگ لگا رہے ہین، اِن ملکون کے مسلمانون مین بالشوزم کو جو ہر دلعزیزی حاصل ہو رہی ہے اوس کا راز لوگ ماسکو مین تلاش کرتے ہین، حالانکہ اِس کو پہلے لندن اور پھر پیرس کے وزارت خانون مین تلاش کرنا چاہیئے، آذربائجان جو مستقل آزادی حاصل کر کے سنہ ۱۹۱۹ء مین اتحادیون سے معاہدہ کر چکا تھا اور اتحادیون نے بھی اسکی آزادی کو سرکاری طور سے تسلیم کر لیا تھا، کیا اسباب پیش آئے کہ سنہ ۱۹۲۰ء مین آغا خان کے سمجھانے پر بھی اس نے اتحادیون کے رشتۂ محبت کو توڑ کر سوویٹ روس کے دامن مین پناہ لی، صرف اوس بیدردی کے نظارے کو دیکھکر جو اتحادی باسفورس کے ساحل پر دنیائے اسلام کو دکھا رہے ہین، تو پچی باشیف صدر آذربائجان اور مفتی زادہ وف رکن جمہوریہ کے خیالات آپ بیت پر غیر ذیا نیو اچھی طرح معلوم ہین،

افغانستان اور خلافت

دنیائے اسلام کے دور دراز حصون سے پھر پھرا کر اب آخر ہم کو اپنے ہمسایہ ملک افغانستان کی سیر کرنا چاہیئے، یہ ملک آپ سے اسقدر قریب ہی کہ اس کے اکثر واقعات سے آپ اچھی طرح واقف ہین، پچھلے چند سالون مین افغانستان مین جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہی وہ آپ سے مخفی نہین،

آج سے دس بارہ سال پہلے جنگ طرابلس وبلقان مین جب امیر حبیب اللہ خان زندہ تھے، افغانستان کے مسلمانون نے اور خود امیر مرحوم نے جس فیاضی سے مالی عانتین جمع کی تھین اور خلافت اسلامیہ کے ساتھ اپنی گہری عقیدت کے اظہار مین جو تقریرین فرمائی تھین شاید آپ مین سے اکثر حضرات کو یاد ہون، اِس موجودہ جنگ کے ہنگامہ مین افغانستان مین جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہی، وہ اِس بات کا کامل ثبوت ہی کہ مسئلہ خلافت اسلامیہ اور حرمت مقامات مقدسہ کے متعلق اِس چھوٹی لیکن بہادر قوم کے کیا جذبات ہین، جن لوگون کو افغانستان کے جدید اخبارات امان افغان اور اتحاد مشرقی وغیرہ کے مضامین پڑہنے کا اتفاق ہوا ہی، وہ اندازہ لگا سکتے ہین کہ ہمارے پاس کے ملک مین کیا ہو رہا ہی، ترکی افسران کی آمد، غازی جمال پاشا کا سفر اور قیام، ایسے واقعات ہین جو سب کو معلوم ہین، ابھی چند مہینے ہوئے کہ شہریار غازی امیر امان اللہ خان نے اپنے والد مرحوم کی برسی کے موقع پر جو پُر اثر تقریر کی تھی ان مسائل کی نسبت اون کے اور اون کی قوم کے جذبات اس مین اس درجہ آشکارا تھے کہ وفد خلافت نے مناسب سمجھا کہ اس نطقِ ہمایون کو انگریزی و فرنچ اور ترکی و عربی تراجم کے ذریعہ سے دنیا کے گوشہ گوشہ مین پہونچا دیا جائے، امیر نے اثنائے تقریر مین فرمایا،

"یورپین سلطنتین چاہتی ہین کہ مسلمانون مین خلافت کا خاتمہ ہو جائے، گو امریکہ باقاعدہ اس سے الگ ہی، اور فرانس بھی اس سے کچھ زیادہ تعلق نہین رکھتا ہمین امید ہے کہ انگلستان بھی اس احمقانہ پالیسی کی پیروی نہین کریگا، کیونکہ اوس کو افغانستان کی دوستی کی حاجت ہی، اور یہ دوستی خلافت کے ساتھ اوس کے اس معاندانہ روش سے حاصل نہین ہو سکتی ...... ہم نے برطانیہ کو مطلع کر دیا ہی کہ کوئی مسلمان

خلافت کے متعلق اس کو گوارا نہین کر سکتا کہ وہ خلیفہ کو دوسرون کے قبضہ مین دیکھے،.......

سردار عالی محمود طرزی نے منصوری کانفرنس کے موقع پر جس تصریح کیساتھ مسئلہ خلافت کے متعلق اظہار خیال کیا تھا، کیا اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ افغان قوم آج اپنے تمام ضروری مسائل و مہمات مین اِس مسئلہ کو سب سے مقدم اور اہم سمجھ رہی ہی، اور اپنی طاقت بھر جد وجہد مین مصروف ہی،

دولت برطانیہ کے ساتھ شرائط صلح کی تکمیل مین جو شے برسون عائق رہی وہ یہی مسئلہ خلافت ہی اور اب معاہدہ کے طے ہونیکے بعد سر ہنری ڈابس امیر وفد برطانیہ کو بٹھاکر بر سر دربار امیر افغانستان نے جو تقریر فرمائی اوس مین صاف تصریح کر دی کہ مسئلہ خلافت کے تصفیہ کے بغیر افغانستان کی دوستی حاصل کرنا محال ہی،

امیر معظم کے آخری فقرے حسب ذیل ہین،

"ہر قدر مراعاتیکہ با دولت ترکیہ نمایند ہمانقدر سبب جلب قلوب ملت افغان خواہد بود، شما ہیچ وقت باور نکنید، کہ دیگر عالم اسلام از شما متا ذی باشد و افغانستان دوست شما شود یا شعائر مقدسہ اسلامی مارا مخالفت کنید و اہالی افغانستان یا حکومت بفکر بماند[1]"

اوس خط کے فقرے بھی آپکو یاد ہین جو ملکۂ محترمہ سراج الخواتین (مادر امیر امان اللہ خان) نے امیر بخارا کو لکھا تھا اور جس مین خلافت اور مقامات مقدسہ کے نام سے اتحاد اسلامی کی دعوت تھی، افغان بھائیون نے اس راہ مین اسی قدر نہین کیا ہی بلکہ اونھون نے ہزارون میل دور جاکر اناطولیہ کی سرزمین مین آستانۂ خلافت پر

[1] (امان افغان کابل شمارہ ۲۰۰ سال ۲)

اپنی جانین بھی دی ہین، دریاے سکاریہ پر پچھلے ایام سرما مین ترکون اور یونانیون مین جو خونریز جنگ ہوئی تھی اوس مین پرجوش افغانی دستے بھی اپنی شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے،

جزائر ہند اور خلافت

ہمارے ملک کے قریب چھوٹے چھوٹے جزیرون کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہی، جس مین ۳ کروڑ مسلمانون کی آبادی بستی ہی ان جزیرون مین سے سنگاپور، جاوا، سماٹرا مشہور مقامات ہین، ہندوستان کی طرح دو صدیان گذرین کہ ڈچون نے یعنی ہولینڈ کے باشندون نے اِن مین سے اکثر جزیرون پر قبضہ کرلیا، ڈچ لوگ ان جزیرون پر جس بیدردی سے حکمرانی کر رہے ہین، اِس کی جو داستانین مین نے اس سفر مین سنی ہین، اون کو بیان کرتے ہوئے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین، مجھ سے سنگاپور کے ایک مسلمان طالب علم نے بیان کیا کہ ایک سیاح ان مقامات مین اِس تحقیق کے لیئے گیا تھا کہ ڈچون کا برتاؤ اس ملک کی رعایا کے ساتھ کس قسم کا ہی، جب اس نے ایک محلہ مین جاکر لوگون سے دریافت کرنا شروع کیا تو اونھون نے ایک بوڑھیا کا پتہ دیا کہ اُس سے جاکر پوچھو، جب سیاح اوس کے پاس پہونچا تو اوس نے کہا کہ اس کا جواب میری لڑکی کی صورت حال دے گی، چنانچہ اوس نے اپنی دو لڑکیون کو بلوایا اور اون کو اپنا نقاب اُتارنے کا حکم دیا تو اوس سیاح نے دیکھا کہ لڑکیون کے خوبصورت چہرے قطع برید کے زخم سے داغ دار ہوگئے ہین، بڑھیا نے کہا کہ اِن کی یہ بُری شکل کسی دشمن نے نہین بنائی بلکہ خود مین نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہی تاکہ ان کی عصمت کا جہرہ ڈچ سپاہیونکی دست

دراڑھی سے داغ دار نہو،

بہرحال یہ تین کروڑ کی بدقسمت آبادی بھی ہندوستان کی طرح قسطنطنیہ ہی کو اپنی امیدونکا مرکز جانتی ہی، جب سے عرب و شام اور حرمین کے ممبرون پر سلاطین بنی عثمان کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا ہے، اِن جزائر کے مسلمان بھی اون کی خلافت کو تسلیم کرتے ہین، بارہوین صدی ہجری کے اوائل مین یعنی آج سے تقریباً سوا سو برس پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک مسلمان سیاح جس نے ان جزائر کی اس زمانہ مین سیر کی تھی وہان کے حالات کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہی کہ

"یہان کے مسلمان سلاطین روم کے لیئے اپنے خطبون مین دعا مانگتے ہین اور وہان کے حالات سے بہت باخبر ہین اور حج کے لیئے بکثرت جاتے ہین"

اِن جزائر کی یہ کیفیت آج کے دن تک یہی ہی، اس ملک کا ہر مسلمان اپنی کمائی کا سب سے پہلا مصرف سفر حج کو جانتا ہی، اور اس وقت تک کوئی نوجوان کسی بیوی پانے کی اہلیّت نہین رکھتا، جب تک اس کے مفاخر کی فہرست مین حاجی ہونا داخل نہو، اِس کثرت سفر کا یہ نتیجہ ہے کہ یہان کے مسلمانون کو خلافت اسلامیہ کے ساتھ نہایت گہری ہمدردی اور عقیدت ہی، جنگ بلقان کے موقع پر یہان سے چندون کی کثیر رقم قسطنطنیہ بھیجی گئی تھی، یہی وہ زمانہ ہی جس نے اون کے دلون کو اتحاد کی نعمت سے مامور کیا، اور اونھون نے انجمن شرکت الاسلام کی بنیاد ڈالی، جسکے ممبرون کی تعداد ہزارون سے زیادہ ہی اور جن کی خصوصیت یہ رہی ہی کہ وہ ہمیشہ قید و حبس سرکاری کے اعزاز سے مشرف کیئے جاتے ہین **الاقبال** یہان کا عربی اخبار ہی، جس کے صفحات مین موجودہ مسائل کے جدوجہد کی کیفیتین چھپتی رہی ہین، دنیائے اِسلام کے دیگر حصون کی طرح یہان بھی موجودہ مصائب نے

جوش وخروش پیدا کردیا ہی، حالانکہ گذشتہ جنگ مین ہولینڈ یورپ کی اس عالمگیر جنگ کے شعلون سے محفوظ تھا، وہ فریقین مین کسی کا طرفدار نہ تھا، تاہم مسلمانان جاوہ نے ہولینڈ اپنا وفد بھیجا کہ اس سے خواہش کی جائے کہ موجودہ مصائب مین وہ اپنی مسلمان رعایا کی طرف سے اتحادیون کو خلافت کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرنے کی سفارش کرے، اور جب وفد کو اس مین ناکامی ہوئی تو ملک کے سیاسی انقلاب کا تخیل لیکر وہ واپس آیا ہے، یہ وہ واقعات ہین جو مجکو انھین ممالک کے مسلمانون سے ملکر معلوم ہوئے ہین،

ٹائمز آف لندن کے مالک لارڈ نارتھ کلف نے اپنے گذشتہ سفر عالم کے بعد ہندوستان سے رخصت ہوتے ہوئے، ۳۱ر جنوری ۱۹۲۲ء کو ایسوشی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار کو اپنا جو بیان بمبئی مین مسئلہ خلافت کی نسبت دیا ہی اسمین صاف تصریح کی ہی کہ جن جن ملکون مین اونکا گذر ہوا، ہر جگہ کے مسلمانون نے خلافت کی نسبت ایک ہی رائے ظاہر کی، اون مختلف ممالک سے سب سے پہلے اونھون نے جزائر ملایا اور سیلون کا نام لیا ہی،

بزرگانِ ملت و عزیزانِ وطن! مشکور ہون کہ اس طویل اور خشک داستان کو آپ نے صبر و سکون سے سُنا، دنیائے اسلام کے ایک ایک گوشہ کے ان حالات کے جان لینے کے بعد، اِن واقعات کے نتائج آئینہ کی طرح آپ کے سامنے روشن ہو گئے ہون گے،

(۱) آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ ان موجودہ مصائب نے دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ مین آگ سی لگادی ہی، عالم اسلامی کا کوئی حصہ ایسا نہین جہان **خلافت اسلامیہ** کے مصائب و آلام نے دلون مین جوش عمل، غیرت سعی اور حمیّت احساس پیدا نہین کردی ہے، دنیائے اسلام کا چپہ چپہ اور گوشہ گوشہ آج لرزش اور زلزلہ مین ہی اور اپنے ماضی پر نادم اور مستقبل کے لئے متفکر ہے،

(۲) اگر آپ نے پوری توجہ اور کامل التفات کے ساتھ میری گذارشون کو سُنا ہی تو آپ نے خیال کیا ہوگا کہ ہندوستان کی طرح دنیائے اسلام کے اور حصّے اور خطّے جو دول اتحادیہ مین سے کسی ایک کے بھی ماتحت ہین اونھون خلافت اسلامیہ کے تمام مصائب و آلام کا ذمہ دار درحقیقت خود اپنی غلامیون اور محکومیون کو قرار دیا ہی، اور وہ اِس نتیجہ پر پہونچے ہین اگر ہم خلافت اسلامیہ کو قائم اور باقی اور مقامات مقدسہ کو محترم اور محفوظ دیکھنا چاہتے ہین تو ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہی کہ ہم غیرون کی غلامی اور محکومی سے اپنے کو آزاد کردین، اور ان زنجیرون اور بندشون کو کاٹ ڈالین جس نے ہم کو اپنے ضمیر و ایمان کے خلاف خود اپنے بھائیون کے خون سے اپنے ہاتھون کو رنگین کرنے پر مجبور کیا، یہی احساس ہی جو آج مصر تونس الجیریا، اور جاوا اور ممالک روس مین پیدا اور نمایان ہی، اور اس کا اثر یہ ہوا کہ مصر کے مسلمان اپنے عیسائی ہموطنون اور مغرب کے مسلمان اپنے یہودی ہمسایون سے مصالحت کرلینے پر مجبور ہوئے ہین، بس آج جو کچھ ہندوستان مین ہو رہا ہی دنیائے اسلام مین وہ کوئی انوکھی اور نئی اور عجیب بات نہین، مسلمانان ہند بھی اب اپنی غفلتون سے چونکے ہین اپنے مرض کا انہین احساس ہوا ہی اور وہی علاج اور تدبیر انھین بھی موثر نظر آتی ہی جو ان کے کرورون مسلمان بھائیون کو دنیا کے دوسرے حصون مین نظر آتی ہی اب ہم سب کو ملکر متوکلاً علی اللہ یہی اور صرف یہی ایک کام انجام دینا ہی، و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین،

خلافت اور ہندوستان

مصنف کا یہ دوسرا رسالہ جسمین نہایت تحقیق سے تاریخی حوالون، بادشاہون کے سکّون اور پرانی عمارتون کے کتبون، ترکی سفیر کے بیانات اور سلاطین کے باہمی مراسلات سے یہ ثابت کیا گیا ہی کہ آغاز خلافت راشدہ سے اسوقت تک ہندوستان ہمیشہ مرکز خلافت سے وابستہ رہا ہی، اور دکھایا ہی کہ خلافت راشدہ، خلافت امویہ، عباسیہ، اور خلافت عثمانیہ کے زمانہ مین ہندوستان کے سلاطین اور مسلمانون کے تعلقات دربار خلافت سے برابر قایم رہے ہین، لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ صفحے ۹۰ قیمت ۸ر

مجلس خلافت، اعظم گڈھ